بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یادگار جشن جوبلی مبارک خسروی

تذکرۃ الخطابہ

تالیف

مولوی محمد عثمان عمادی بی ایس سی علیگ

سنہ ۱۳۵۴ھ
۱۹۳۵ء

ذرّ ے گانے کہ ز انوار تو رخشاں باشند
طالب چشمۂ خورشید درخشاں باشند

مطبوعۂ اعظم اسٹیم پریس چارمینار حیدرآباد دکن

شیخ الاسلام حضرت امیر سید شاہ باسط علی قلندر رضی اللہ عنہ

حضرت شیخ عبد القادر العمادی رضی اللہ عنہ کے مرشد طریقت و ہادی حقیقت حضرت شیخ الاسلام قدس سرہم سلام اللہ علیہ و برکاتہ الی یوم الدین، شب شنبہ ۔ ۱۷؍ ذی الحجہ ۱۱۹۶ھ کو واصل الی اللہ ہوئے، قطب الوقت حضرت امیر سید شاہ مسعود علی قلندر رضی اللہ عنہ آپ کے جانشین ہوئے ۔ تمام اعضائے آل عماد آپ کے حلقہ بگوش ارادت تھے، شب دوشنبہ ۔ ۲۵؍ جمادی الاولیٰ ۱۲۲۱ھ ہجری کو خاکدان مجاز سے رہگرائے عالم حقیقت ہوئے، خاتم الاقطاب حضرت امیر سید شاہ علی مظہر قلندر رضی اللہ عنہ خلف الصدق و خلیفۂ الحق تھے کہ دو مرتبہ آستانۂ آل عماد اُن کے قدوم سے فیض یاب ہوا، خاندان کے سب چھوٹے بڑے حضرت ہی کے دست گرفتہ و رشد پذیرفتہ تھے، چہار شنبہ ۲۰؍ رجب ۱۲۶۹ھ کو عرش نشین ہوئے، حضرت امیر سید شاہ علی اکبر قلندر متوفی ۲۶؍ ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ آپ کے قائم مقام تھے، ارشاد الی رب العباد میں اکثر افراد آل عماد کی دستگیری فرمائی رضی اللہ عنہ

حضرت شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کے خلفائے کرام کا سلسلۂ علیہ آستانۂ کاظمیہ کاکوری سے مستند و مرصوص ہے جس کی تشیید و ترصیص آج کل حضرت شاہ تقی حیدر قلندر و حضرت شاہ علی حیدر قلندر افاض اللہ علینا من برکاتہما الساطعات کی رہین منت ہے۔

حضرت شیخ الاسلام کے مرشد حضرت شاہ علاء الدین احمد قلندر رضی اللہ عنہ تھے، جن کے انوار مولانا و سیدنا الحاج حضرت شاہ محمد اسمٰعیل قلندر قدس سرہٗ کی جبین مبارک سے تابان و درخشاں تھے، حضرت نے چہار شنبہ ۔ ۲؍ شعبان ۱۳۲۶ھ کو انتقال الی الحق فرمایا، آپ کے سجادہ افروز خلافت اس وقت سید السادات و سند السعادات حضرت مولانا سید شاہ ولایت احمد صاحب ہیں، انارنا اللہ بانوارہ و قدسنا باسرارہ۔

حضرت شاہ علاؤ الدین احمد قلندر کے مرشد حضرت دیوان شاہ فتح قلندر رضی اللہ عنہ تھے جن کی اولاد پاک سے قلندر پور آباد ہے اور جن کے ایک رُکن رکین و فرد کامل حضرت مولانا شاہ محمد یوسف قلندر ہیں، سلمہ اللہ و ابقاہ و اعز رجد واہ ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یادگار جشن جوبلی مبارک خسروی

تذکرۃ الخطابہ

تالیف

مولوی محمد عثمان عمادی، بی ایس سی، علیگ

۱۳۵۴ھ
۱۹۳۵ء

زرگانے کہ زانوار تو رخشان باشند
طالب چشمۂ خورشید درخشان باشند

مطبوعہ اعظم اسٹیم پریس چارمینار حیدرآباد

بیادگارِ جشن جوبلی مُبارک

اعلیٰحضرت آصفجاہ سابع مکّنہ اللہ علی الممالک والمرابع

بہ پائے آصفِ ہفتم سجود می ریزد

سرِ نیاز کہ بر چرخ ہفتمین دارم

بقائے اوست بقائے حکومتِ اسلام

دعا قبول کہ بر مُدّعا یقین دارم

مِن جَوٍ نَفُورٍ اِذَا هَبَّتْ رِیَاحُ رِضیً

(جون پور سے جہاں کہیں ہوائے دلپسند چلی)

مِنْهَا تَعَطَّرَتِ الدُّنْیَا وَ مَا فِیْهَا

(کہ دنیا اُس سے مُعطّر ہو گئی اور دنیا میں جو کچھ ہے سب پر اُس کی خوشبو چھا گئی)

(حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

لِلّٰه دَرّ بنی عمادِ

اوالی المکارم والممادحْ

القائلین الفاعلین

الآمرین بکلّ صالحْ

لکرامہم فوق الکرام

مزیّۃٌ وزن الرواجح

کمثاقل الاوطال بال

قسطاس فی الایدی النوافح

(اُمیّہ بالتصرّف)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصلی اللہ علی نبیہ وخیر خلقہ محمدؐ وعلی آلہ واصحابہ وبارک وسلم

(یا عماد من لا عماد لہ)

(ویا رکن من لا رکن لہ)

الحمد للہ، احمدہ، واستعینہ، واستغفرہ، واؤمن بہ، واتوکل علیہ، واستھدی اللہ بالھدی، واعوذ بہ من الضلالۃ والردی، ومن الشک والعمی، من یھدی اللہ فھو المھتدی، ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا،

جعلنا اللہ ممن آمنوا بہ، وعملوا صالحا، واطاعوا رسولہ، ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ، ومن تولی فما ارسلناک علیھم حفیظا،

ربنا اٰتنا من لدنك رحمۃ، وھیّٔ لنا من امرنا رشدا

(۱)

خطابت عرب | قدرت کاملہ نے عربوں کو جن مزایائے فاضلہ سے ممیّز فرمایا تھا اُن میں ایک نعمت خطابت بھی تھی۔ قبائل جاھلیت کا مَن بھاتا مشغلہ نِفار اور تشجار تھا جس کو قدیم اصطلاح دکن میں "جنگ یکیکی" یا فرنگی بولی میں "ڈوئل" کہہ سکتے ہیں، باہم آویزوں سے ایسے شرارے نکلتے تھے کہ پوری قوم ایک شعلۂ جوّالہ بن گئی تھی، اطمینان کی گھڑی ایک موی آتش دیدہ کی لڑی تھی، امن جسم، عافیت فی النار

لاجرم انّ لھم النّار

معرکے گرم ہوتے، آویزشیں برپا رہتیں کہ اسی حالت میں کوئی خطیب اُٹھتا اور زور خطابت کا ایسا معجزہ دکھاتا کہ دست و گریبان ہونے والے کنار و آغوش میں آجاتے، فتنہ غائب، فساد روانہ، ا صبحتم بنعمتہ اخوانا

(۲)

خطابت کی تاریخ میں سب سے روشن، سب سے مؤثر سب سے قوی و عزیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبۃ الوداع ہے جس میں فرماتے ہیں:

خطبۃ الوداع | ایہا الناس، اسمعوا منّی أبیّن لکم، فانّی لا ادری لعلّی لا القاکم بعد عامی ھذا فی شھرکم ھذا،

لوگو، میری بات سنو، میں تم سے صاف صاف کہتا ہوں، کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اس سال کے بعد تمھارے اس مہینہ میں پھر تم سے مل سکوں۔

انّ دماءکم واموالکم علیکم حرامٌ الی تلقوا ربّکم، کحرمۃ یومکم ھذا، فی شھرکم ھذا، فی بلدکم ھذا،

تم سب کی جان ومال (پر ناجائز تصرّف) تم پر حرام ہے، یہاں تک کہ اپنے پروردگار سے جا ملو، اُسی طرح سے حرام جیسے تمھارے اسں عزت وحرمت والے شہر میں تمھارے اس قابل احترام مہینے میں تمھارا یہ دن (یوم حج) محترم ہے۔

انّ الشیطان قد ئیس ان یُعبد فی ارضکم ھذہ ولکنّہ رضی ان یُطاع فیما سوی ذلک ممّا تحقّرون من اعمالکم

شیطان کو اس کی امید تو نہیں رہی کہ تمھاری اس سرزمین پر اُس کی پوجا ہوسکیگی، وہ اسی پر راضی ہوگیا کہ دوسری چیزوں میں تو اُس کی فرماں برداری کی جائے، مثلاً تمھارے ایسے کام کہ سرسری وحقیر سمجھ کر اُن کو زیادہ اہمیت نہ دو۔

انّما النساء عندکم عوارٍ لا یملکن لانفسھنّ شیئاً، اخذ تموھنّ بامانۃ اللہ، واستحللتم فروجھنّ بکلمۃ اللہ فاتقوا اللہ فی النساء واستوصوا بھنّ خیرا

عورتیں تمھارے پاس امانت ہیں، عاریت ہیں، اپنی کوئی ملک نہیں رکھتیں، تم نے اللہ کی امانت سے اُن کو لیا ہے اور اللہ کے کلمہ سے اپنے اوپر اُن کو حلال ٹھہرایا ہے، عورتوں کے باب میں اللہ سے ڈرو اور بھلائی کے ساتھ اچھا سلوک اُن کے ساتھ کرو۔

ایّھا الناس، انّما المومنون اِخوۃٌ، فلا یحلّ لامرئٍ مال اخیہ الّا عن طیب نفسہ

لوگو، مومنین آپس میں بھائی بھائی ہیں، کسی بھائی پر اُس کے بھائی کا مال حلال نہیں، البتّہ وہ خوشدلی سے دے تو لے لے۔

ایّھا الناس، انّ ربکم واحدٌ، وان اباکم واحدٌ کلکم لاٰدم، واٰدم من تراب، اکرمکم عند اللہ اتقاکم، لیس لعربیّ علی عجمیٍّ فضلٌ الا بالتقوی

لوگو، تم سب کا پروردگار ایک ہے، اور تمھارا باپ بھی ایک ہی تھا، تم سب آدمؑ کی اولاد ہو، اور آدمؑ مٹّی سے بنے تھے، اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہ ہے جو بڑا پرہیزگار ہو، کسی عرب کو

کسی غیر عرب پر کوئی فضیلت نہیں، اگر ہے تو پارسائی و تقویٰ کی بنا پر ہے۔

(۳)

آج کل کی فرنگی بول چال میں سلاطین کی تقریر کو تاج کی تقریر کہتے ہیں اور تخت نشینی کے بعد بادشاہ کی پہلی تقریر عام کو بڑی اہمیت دیتے ہیں، ہم میں سے بہتوں کو ملکۂ وکٹوریہ، شاہ ادورڈ، بادشاہ جارج خامس کی یہ تقریریں یاد ہونگی، لیکن کتنے ہیں کہ تخت اسلام کی پہلی تقریر تاج ذہن نشین رکھتے ہوں، اگرچہ اسلام کی شان عظمت تخت و تاج سے کہیں برتر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے جانشین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ ملاحظہ ہو جو بیعت خلافت کے بعد ارشاد فرمایا تھا:

پہلی تقریر خلافت | ایھا الناس انی قد ولّیتُ علیکم ولستُ بخیرکم

لوگو، میں تم پر والی تو بنایا گیا ہوں مگر میں تم سے بڑھ کے نہیں ہوں۔

فان رائیتمونی علی حقٍّ فاعینونی، وان رأیتمونی، علی باطلٍ فسدّدونی

تم مجھے اگر برسر حق پاؤ تو میری مدد کرو، اور اگر برسرِ باطل دیکھو تو

مجھ کو ٹھیک بناؤ۔

اطیعونی ما اطعت اللہَ فیکم

تمھارے ساتھ معاملت میں جب تک میں اللہ کی اطاعت کرتا رہوں تم لوگ بھی میری اطاعت کرو۔

فاذا عصیتہ فلا طاعۃ لی علیکم

جہاں میں نے اللہ کی نافرمانی کی تم میری اطاعت سی آزاد ہو گئے

الا انّ اقوا کم عندی الضعیفُ حتی اٰخذ الحقّ لہ

آگاہ ہو جاؤ کہ تم میں جو کمزور ہیں میرے نزدیک وہی بڑے زبردست ہیں یہاں تک کہ اُن کا حق میں دلا دوں۔

واضعفکم عندی القویّ حتی اٰخذ الحقّ منہ

اور تم میں جو زبردست ہے وہی میرے نزدیک بڑا کمزور ہے یہاں تک کہ حق کو اُس سے واپس لے کے مستحق کے سپرد کردوں۔

(۴)

کام کی بات | عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ جب مسند آرائے خلافت ہوئے تو بحسب معمول خطبہ کو اُٹھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر صعود فرمایا اور جلال خطابت اس طرح دکھایا:

ایّھا الناس، انتم الی امامٍ فعّالٍ احوج منکم الی

امامِ قوّالِ

لوگو، بہت بولنے والے خلیفہ کے مقابلہ میں بہت کام کرنے والے خلیفہ کی تمھیں زیادہ ضرورت ہے۔

یہ فرمایا، اور منبر پر سے اُتر پڑے، خطبہ نے ختم ہو کے خطابت کا خاتمہ کر دیا، سچ ہے:

وإنْ لم أكنْ فيكم خطيباً فانّني

(تمھارے مجمع میں اگر زبان سے میں نے تقریر نہیں کی اور زبانی خطیب ثابت نہ ہوا تو کیا مضایقہ)

بسيفي اذا جدّ الوغا الخطيبُ

(جہاں رَن پڑا ہو، جنگ اور موت کا معرکہ ہو وہاں کا خطیب میں ہوں کہ بجائے زبان تقریر کے زبان شمشیر خطبہ سناتی ہے)

(۵)

فتح افریقیہ لشکر اسلام افریقیہ کو فتح کر چکا ہے، بشارت نامۂ فتح سنانے کے لیے عبداللہؓ بن الزبیرؓ بھیجے گئے ہیں جو قرطاجنہ کو باطل کی حکومت سے پاک و صاف کر کے وہاں حق کی سلطنت قائم کر آئے ہیں، ہنوز بہت کم عمر ہیں، اور اسی کم عمری میں ایک برّاعظم کو توحید کا مطیع بنا چکے ہیں، مدینۃ النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم میں حاضر ہوتے ہیں، اور مسجد نبوی میں

واقعات فتح بیان کرتے ہیں، عثمان ذی النورینؓ کا عہد خلافت ہے، کمال بلاغت سے متاثر ہوکر فرماتے ہیں: یا بُنَیّ، اتقوام بمثل هذا الکلام علی الناس (میرے بیٹے، کیا لوگوں کے مجمع میں بھی تم ایسی ہی تقریر کرسکتے ہو؟) جواب ملا: انا اَهْیَبُ لك مِنّی لهم (لوگوں سے زیادہ مجھ پر آپ کی ہیبت ہے) یہ کہ کے منبر نبوی کے پاس کھڑے ہوجاتے ہیں اور فرماتے ہیں:

خطبۂ فتح | الحمد لله الذی الّف بین قلوبنا بعد البغضة

اللہ ہی کو حمد ہے جس نے بغض و عداوت کے بعد ہمارے دلوں میں الفت پیدا کردی۔

انتخب محمداً صلی الله علیه وسلّم بعلمه و ائتمنه علی وحیه، واختارله من الناس اعواناً جاهدوا فی الله حق جهاده، فاستشهد الله منهم من استشهد علی المنهاج الواضح، والبیع الرابح وبقی منهم من لا تأخذهم فی الله لومة لائم

اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جان بوجھ کے منتخب فرمایا، امین وحی بنایا، آپ کے لیے ایسے مددگار انتخاب کیے جو اللہ کی راہ میں

لہ یشیر الی قولہ تعالی: ان الله اشتری من المومنین انفسهم واموالهم بأن لهم الجنة

جہاد کا حق ادا کرتے رہے، ان میں جو شہید ہونے والے تھے اللہ کے حکم سے کھلے ہوئے صاف طریقے اور سود مند خرید[1] و فروخت کے ساتھ شہید ہوئے اور جنھیں رہنا تھا وہ ایسی استقامت و استقلال کے ساتھ باقی رہے کہ اللہ کی راہ میں انھیں کسی کی ملامت کی پروا تک نہیں۔

بیان واقع | انتهينا الى افريقية فنزلنا منها حيث يسمعون صهيل الخيل، ورغاء الابل، وقعقعة السلاح

ہم چلتے چلتے افریقیہ پہنچے، وہاں ایسی جگہ اترے کہ گھوڑوں کے ہنہنانے، اونٹوں کے بلبلانے، اور ہتھیاروں کے کڑکڑانے کی آواز تک حریفوں کے گوشزد ہوتی تھی۔

دعوناهم الى الاسلام والدخول فيه، فابعدوا منه

ہم نے اُن کو اسلام کی دعوت دی، دائرۂ اسلام میں داخل کرنا چاہا، مگر وہ اس سے دور بھاگے

فسألناهم الجزية عن صغارٍ، فكانت هذه ابعد

یہ دعوت قبول نہ کی تو ہم نے چاہا کہ جزیہ دیں اور ہمارے تابع و محکوم ہو کے رہیں، اس سے وہ اور بھی دور تر ہو گئے۔

---

[1] "سود مند خرید و فروخت" سے اس آیت کی جانب اشارہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے مومنین کی جانیں اور مومنین کے مال سب مول لے لیے، اور باغ بہشت اُن کا دام لگایا۔

فنهضنا اليهم و قاتلناهم اشد القتال يومنا ذلك

آخر ہم بڑھے اور تمام دن سخت لڑائی لڑتے رہے۔

انصاف بالائے عداوت | وصبر فيه الفريقان، فكانت بيننا و بينهم قتلى كثيرة

دونوں فریق ثابت قدم رہے، ہماری جانب سے بھی بہتیرے کام آئے اور اُن کی طرف بھی بہت سے قتل ہوئے۔

مسلمانوں کی رات | فبتنا وللمسلمين دوي بالقرآن كدوي النحل

رات آگئی، سب نے آرام کیا، مسلمان رات بھر کلام اللہ کی تلاوت کرتے رہے، آیات الٰہی کی گونج اس طرح سُنائی دیتی تھی جیسے شہد کی مکھیوں کی آواز۔

مخالفوں کی شب | وبات المشركون في خمورهم وملاعبهم

مشرکین نے اس طرح شب بسر کی کہ شرابیں پیتے رہے اور لہو و لعب میں پڑے کھیلتے رہے۔

فلما اصبحنا اخذنا مصافنا الذی كنا عليه بالامس، و زحف بعضنا على بعض

صبح ہوئی تو جو صف بندی کل توڑی تھی آج پھر سے جوڑی، اور ایک نے دوسرے پر حملے کیے

استقلال نے اِسلام کو سربلند کیا | فافرغ اللہ علینا صبرہ، وانزل علینا نصرہ، ففتحناھا من آخر النھار

نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے ہم کو استقلال عطا فرمایا اور اپنی مدد نازل فرمائی، دن ختم ہونے ہی کو تھا کہ شرک کا خاتمہ ہوگیا، مسلمان جیت گئے۔

فاصبنا غنائم کثیرۃ واسعۃ بلغ فیھا الخمس خمسمائۃ الف

بہت وسیع مال غنیمت حاصل ہوا جس کا پانچواں حصہ کہ بیت المال کے لیے ہے، پانچ لاکھ ہے۔

وانا رسولھم الی المومنین البشرھم بما فتح اللہ من البلاد واذلّ من الشرک

میں اُن مسلمانوں کی جانب سے قاصد بن کے آیا ہوں، مومنین کو بشارت دیتا ہوں کہ اللہ نے اسلام کے لیے کیسا ملک فتح کیا اور شرک کو کس طرح ذلیل بنایا۔

فاحمدوا اللہ علیٰ الائہٖ وما احلّ باعدائہ من باسہ الذی لا یردّہ عن القوم المجرمین

اس کرشمۂ قدرت پر اللہ کی حمد کرو کہ اُس نے اپنے دشمنوں کو کیسی سزا دی، مجرم قومیں اللہ کی سزا سے بچ نہیں سکتیں اور نہ اللہ

اس سزا کو اُن سے لطا ملتا ہے۔

زبیرؓ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری تھے خطبہ سُن کے اُٹھے، پیشانی چومی، آیت: ذریّۃً بعضھا من بعض و اللہ سمیعٌ علیم تلاوت کی اور فرمایا: یابُنَیّ، ما زلت تنطقُ بلسانِ ابی بکر، حتّٰی صمتَّ (اے میرے بیٹے، تو آخر تک ابوبکر صدیقؓ کی زبان سے بولتا رہا)

(۶)

عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کا ایک خطبہ بھی سُن لیجیے، ان کے بھائی مُصْعَب عراق کے والی اور دمشق سے برسرِ جنگ تھے میدانِ جنگ میں عراقیوں کی فوج اُن سے ٹوٹ کے حریفوں سے جا ملی اور وہ کام آگئے، حجاز میں یہ خبر پہنچتی ہے تو دستور کے مطابق عام خطبہ کے ذریعہ سے عبداللہؓ اس کی اطلاع دیتے ہیں:

جان پر کھیلنے والے کا عزم | الحمد للہ، لہ الخلق والامر والدنیا والاخرہ، یوتی الملک من یشاء وینزع الملک ممّن یشاء، ویعزّ من یشاء ویذل من یشاء

اللہ ہی کو حمد ہے، خلقت اور حکم، دنیا اور آخرت سب کچھ اُسی کی ہے، جسے چاہتا ہے ملک دیتا ہے، جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے، جس کو چاہے عزّت دے، جسے چاہے ذلّت نصیب کرے۔

اما بعد، فانہ لم یعزّ اللہ من کان الباطل معہ وان کان معہ الانام طُرّاً

اس کے بعد یاد رکھو کہ اللہ نے ایسے شخص کو عزّت نہیں دی جس کے ساتھ باطل ہو، چاہے تمام مخلوق نے اُس کا ساتھ دیا ہو۔

ولم یذل من کان الحقّ معہ وان کان فرداً

اور جس کے ساتھ حق ہو اللہ نے اُس کو ذلیل نہیں کیا، خواہ وہ اکیلا ہی کیوں نہ ہو۔

الا وان خبراً من العراق اتانا فاحزننا وافرحنا

آگاہ ہو کہ ہمارے پاس عراق سے ایک خبر آئی ہے جس نے ہمیں غمگین بھی کیا اور شادماں بھی۔

فاما الذی احزننا فان لفراق الحمیم لوعۃً یجدھا حمیمہ، ثم دعوی ذوی الالباب الی جمیل الصبر وکریم العزاء

جس چیز نے ہمیں غمگین بنایا وہ یہ ہے کہ دوست کی جدائی میں ایک سوزش ہوتی ہے جسے دوست ہی کا دل جانتا ہے، جو ہوشمند ہیں وہ ایسے موقع پر صبر جمیل اور شریفانہ تسلّی کو مدعو کرتے ہیں۔

واما الذی افرحنا فان قتل المصعب لہ شہادۃٌ ولنا ذخیرۃٌ

اور جس چیز نے ہم کو دلشاد کیا وہ یہ ہے کہ مصعب کا قتل ہونا خود مصعب

کے لیے شہادت اور ہمارے لیے سرمایۂ عاقبت ہے۔

الا و ان اہل العراق باعوہ باقل من الثمن الذی کانوا

یاخذون منہ

آگاہ ہو کہ عراقیوں نے مصعب کو اتنے تھوڑے داموں بیچ ڈالا کہ

اس سے کہیں زیادہ قیمت خود مصعب سے لیا کرتے تھے۔

فان یُقتل فقد قُتل ابوہ و اخواہ و ابن عمّہ و کانوا

من الخیار الصالحین

مصعب قتل ہوئے تو کیا ہوا، اُن کے باپ بھی قتل ہوئے تھے،

بھائی بھی قتل ہوئے، ابن عم بھی قتل ہوئے، اور یہ سب لوگ بہترین

اہلِ صلاح تھے۔

اِنّا و اللہ لا نموت حتفاً و لکن قصفاً بالرماح و موتاً

تحت ظلال السیوف، لیس کما یموت بنو مروان

اللہ شاہد ہے کہ ہم لوگ بے چارگی کی موت نہیں مرتے، ہم نیزوں کا

نشانہ بنتے ہیں اور تلواروں کے سایہ تلے جان دیتے ہیں، ہم اُس طرح

ہلاک نہیں ہوتے جس طرح کی ہلاکت خاندان مروان کی قسمت میں ہے۔

الا انّما الدنیا عاریۃ من الملک الا علی الذی لا یبید

ذکرہ و لا یذل سُلطانہ

آگاہ ہو کہ دنیا ایک مستعار چیز ہے، یہ اُس سب سے بڑے پادشاہ کی ملک ہے جس کی نہ تو یاد ہی مٹ سکتی ہے اور نہ اُس کی سلطنت ہی ذلیل ہو سکتی ہے۔

فان تقبل الدنیا علی مؤمن لم یاخذھا اخذ الاشر البطر

دنیا اگر اپنے آپ کو کسی مرد مومن پر پیش کرے تو مسلمان اُس کو تباہ کار کی حیثیت میں کبھی نہ لیگا۔

وان تدابر عنہ لم یبک علیھا بکاء الخرق المھین

اور اگر مُنہ موڑے تو مسلمان اُس پر ذلیل نابکار آدمی کی طرح کبھی نہ روئیگا نہ ماتم کریگا۔

حیدر کرّار کی شان خطابت | امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجہہٗ مسند آرای خلافت ہیں، خبر ملتی ہے کہ سفیان بن عوف نے علاقۂ انبار پر حملہ کر کے حضرت کے عامل (حسّان) کو قتل کر ڈالا، اس موقع پر حضرت فرماتے ہیں:

ان الجھاد بابٌ من ابواب الجنّۃ

جہاد بہشت کا ایک دروازہ ہے۔

ترک جہاد کا نتیجہ | فمن ترکہ البسہ اللہ ثوب الذلّ واشملہ

البلاء، والزمه الصغار، وسامه الخسف، ومنعه النصف

جس نے اس دروازہ کو چھوڑا اللہ نے اُس کو ذلت کا جامہ پہنایا، سر سے پاؤں تک اُس کو بلا سے ڈھانک لیا، زبونی وخواری اُس کے ساتھ لازم وملزوم کردی، تباہی نے اُسے ذلیل کرڈالا، اور انصاف حاصل کرنے سے اُس کو روک دیا۔

دعوتکم الی قتال ھؤلاء القوم لیلاً ونہاراً، وسرّاً وجہاراً، وقلت لکم اغزوھم قبل ان یغزوکم، فواللہ ما غزا قوم قطّ فی عقر دارھم الّا ذلّوا

ان لوگوں سے لڑنے کے لیے میں تم کو شب و روز در پردہ وعلی الاعلان دعوت دیتا اور کہتا رہا کہ قبل اس کے کہ وہ تم پر حملہ کریں تم خود اُن پر چڑھ دوڑو، جس قوم پر گھر کے اندر حملہ ہوا اور اُس نے گھر بیٹھ کے مدافعت کی اللہ شاہد ہے کہ وہ ذلیل ہوگئی۔

فتواکلتم، وتخاذلتم، وثقل علیکم قولی، فاتخذتموہ وراءکم ظھریاً، حتّی شُنّت علیکم الغارات

اس پر بھی تم نے سستی کی، مخذول بنے رہے، میری بات تمھیں گراں گزری، اور تم نے اُس کو پس پشت ڈال دیا، نتیجہ یہ نکلا کہ خود تم پر حملے ہونے لگے۔

فلو ان رجلاً مسلماً مات من بعد هذا اسفاً ما کان عندی ملوماً۔

اس واقعہ کے بعد اگر کوئی مرد مسلمان افسوس کے عالم میں مرجائے تو میرے نزدیک قابل ملامت نہ ہوگا۔

فوا عجباً من جدّ هولاء فی باطلهم وفشلکم عن حقکم۔

تعجّب ہے کہ وہ لوگ باطل کے لیے اتنی کوشش کریں اور تم اپنے حق سے محروم رہو۔

اسبابِ ذلّت | فقبحاً لکم حین صرتم غرضاً یرمی، یغار علیکم ولا تغیرون، وتغزون ولا تغزون، ویعصی اللہ وترضون۔

تمہارے لیے کتنی بُری بات ہے کہ تم ایک نشانہ بنا لیے جاؤ جس پر تیر اندازی ہوتی رہے، تم پر حملے کیے جائیں مگر تم حملہ نہ کرو، تم سے لڑنے کو بڑھیں مگر تم چپکے بیٹھے رہو، اللہ کی نافرمانی کی جائے اور تم اُس پر راضی رہو، ٹس سے مس تک نہ ہو۔

فاذا امرتکم بالمسیر الیهم فی ایّام الحرّ، قلتم حمّارة القیظ، امهلنا حتی ینسلخ عنّا الحرّ۔

میں نے گرمیوں میں اُن پر چڑھائی کا جب تمہیں حکم دیا تو تم نے کہا: یہ سخت گرمیوں کے دن ہیں، ہمیں مہلت دیجیے کہ یہ موسم گزر جائے۔

واذا امرتکم بالمسیر الیھم فی الشتاء، قلتم صبّارۃ القرّ، امھلنا حتّی ینسلخ عنّا ھذا القرّ ۔

اور جاڑوں میں حکم دیا تو تم نے عذر کیا، یہ شدید سردیوں کا زمانہ ہے، مہلت دیجیے کہ یہ ٹھنڈ جاتی رہے ۔

کلّ ھذا فرارًا من الحرّ والقرّ، فانتم واللہ من السیف افرّ، یا اشباہ الرجال ولا رجال، ویا احلام الطفال وعقول ربّات الحجال ۔

یہ سب گرمی و سردی سے بھاگنے کے لیے ہے، تو اللہ جانتا ہے کہ اس سے کہیں زیادہ تلوار سے تم بھاگنے والے ہو، اے وہ لوگو کہ مردوں کی شکل ہو مگر مرد نہیں ہو، لڑکوں کے خواب و خیال ہو، عورتوں کی عقل ہو جو حجرہ میں بیٹھتی ہیں اور وہیں جیتی مرتی ہیں ۔

خطبہ طویل ہے، یہ اس آیت بلاغت کا ایک نمونہ ہے، ما لا یُدرک کلّہ لا یُترک کلّہ ۔

بیان ہو نہ سکی اہل دل سے شان علیؓ
فان وجدت لسانًا قائلًا فقل

―――― (۸) ――――

یورپ میں اسلام کا پہلا خطبہ | دوشنبہ ۔ ۵ رجب ۹۲ہجری کو

طارق بن زیاد نے اندلس کے جنگ آزما و جنگ آور نصرانی لشکر کے سامنے اسلام کی صفیں مرتب کیں، ایک ایک ہزار کی بارہ صفیں آراستہ ہوئیں، میدان جنگ سمندر کا ساحل تھا، آگے ستّر ہزار کفّار پیچھے بحر زخّار، جہاز جو مسلمانوں کو سوار کرا لائے تھے راتوں رات اُن میں آگ لگ چکی تھی، جان بچانے یا واپس جانے کی سبیل نہیں رہی تھی، اسی حالت میں سر لشکر (طارق بن زیاد) کا خطبہ شروع ہوتا ہے:

ایّھا الناس، این المفرّ؟ البحر من ورائکم والعدوّ امامکم، ولیس لکم واللہ الا الصدق والصبر۔

لوگو، کیسی گریزگاہ، کہاں کی جائے پناہ؟ سمندر تمہارے پیچھے ہے اور دشمن آگے، اللہ شاہد ہے کہ بجز صدق اور صبر، ثبات اور استقلال کے اب تمہارے لیے کوئی ذریعۂ نجات نہیں۔

انکم فی ھذہ الجزیرۃ اضیع من الایتام فی مادبۃ اللئام۔

کمینوں کی ضیافت میں جو حالت یتیم بچّوں کی ہوتی ہے اُس سے بھی بُری حالت تمہاری اس جزیرہ نما میں ہے۔

وقد استقبلکم عدوّکم بجیشہ واسلحتہ، واقواتہ موفورۃ۔

دشمن نے اپنے لشکر اور اسلحہ کے ساتھ تمہارا استقبال کیا ہے، سامان رسد اُس کے پاس بکثرت و بے حد ہے۔

وانتم لا وزر لكم الا سيوفكم، ولا اقوات لكم الا ما تستخلصونه من أيدي عداكم۔

اس کے مقابلہ میں تمہارے پاس صرف تمہاری تلواریں ہیں، رسد کا کوئی سامان نہیں بجز اُس کے جو اپنے دشمنوں کے ہاتھوں سے چھین سکو۔

وان امتدت بكم الايام على افتقاركم ولم تنجزوا لكم امراً ذهبت ريحكم وتعوضت القلوب من رعبها منكم الجرأة عليكم۔

اسی محتاجی کے ساتھ اگر تمہیں کچھ دن گزرے اور کچھ کام تم انجام نہ دے سکے تو پھر تمہاری ہوا اُکھڑ جائیگی، اس وقت تو دلوں میں تمہارا رعب بیٹھا ہوا ہے، پھر اس کے بدلے خود تمہارے خلاف جرأت وجسارت بڑھ جائیگی۔

فادفعوا عن انفسكم خذلان هذه العاقبة من امركم بمناجزة هذا الطاغية فقد القت به اليكم مدينته الحصينة۔

اس انجام کی خواری و زیاں کاری کو اپنے آپ سے دفع کرو، اس سرکش سے لڑو جس کے مضبوط و محکم شہر نے اس کو تمہارے سامنے کھلے میدان میں ڈال دیا ہے۔

وانّ انتهاز الفرصة فيه لممكنٌ ان سمحتم لانفسكم بالموت۔

اس کا موقع مل سکتا ہے، بشرطیکہ تم اپنے آپ کو موت کے لیے آمادہ کر سکو۔

وانی لم احذّرکم امراً انا عنه بنجوةٍ، ولا حملنکم علی خطّةٍ ارخص متاعٍ فیها النفوس، ابدءُ بنفسی

میں کسی ایسی چیز سے تمھیں نہیں ڈراتا جس سے خود بچتا ہوں، تمھیں سوار کرا کے میں اُس بازار میں لے جاؤنگا جہاں سب سے زیادہ ارزاں نرخ کی شے روح ہے، میں اپنی جان سے اس میں پہل کرونگا۔

وانکم ان صبرتم علی الاشقّ قلیلاً، استمتعتم بالارفه الالذّ طویلاً۔

اگر اس نہایت دشوار موقع پر تم نے کچھ تھوڑا بھی صبر کیا تو نہایت درجہ کامیاب رفاہ ولذّت کی طویل شادمانی پھر تمھارے لیے ہے۔

واعلموا انی اوّل مجیبٍ الی ما دعوتکم الیہ، وانی عند مُلتقی الجمعین حامل بنفسی علی طاغیۃ القوم لذریق فقاتلہ ان شاء اللہ، فاحملوا معی، فان هلکتُ بعدہ فقد کفیتکم امرہ، وان هلکتُ قبل وصولی الیہ فاخلفونی فی عزیمتی هذہ، واحملوا بانفسکم علیہ، واکتفوا الهم من فتح هذہ الجزیرۃ بقتلہ، فانهم بعدہ یخذلون۔

یہ بھی جان لو کہ جس بات کی میں نے تم کو دعوت دی ہے پہلے اُس کو خود قبول کرچکا ہوں، جہاں دونوں لشکر بھڑے کہ اس سرکش لذریق (راڈرک پادشاہ اسبانیہ) پر حملہ کرکے اللہ نے چاہا تو اُسے قتل کر ڈالونگا تم سب بھی میرے ساتھ حملہ کرنا، میں اُس کو مار کے مرا تو تمھارا کام ہوگیا، اور اگر اُس کے پاس تک پہنچنے سے پہلے ہی ہلاک ہوگیا تو اس عزم میں تم میرے قائم مقام بننا، سب کے سب اُس پر حملہ کرنا، اور فتح اندلس کے باب میں اُس کے مار ڈالے جانے ہی کو کافی سمجھنا، وہ ہلاک ہوا تو یہ لوگ خود بخود ذلیل و خوار ہو جائینگے۔

(۹)

عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبۂ خلافت ملاحظہ ہو:

کامیابی کے طریقے | ایها الناس، اصلحوا سرائرکم تصلح لکم علانیتکم۔

لوگو، اپنے اپنے باطن کو درست کرو، ظاہر خود بخود درست ہو جائیگا۔

واصلحوا آخرتکم تصلح دنیاکم۔

صلاح آخرت کی فکر کرو، فلاح دنیا آپ سے آپ حاصل ہو جائیگی۔

و ان امرءً لیس بینه وبین آدم اب حیٌّ لمعرقٌ

فی الموات۔

ایسا شخص حقیقت میں مرچکا ہے کہ اُس کے اور آدم کے درمیان

کوئی ایک پشت بھی زندہ کہلانے کی حقدار نہ ہو۔

———— (۱۰) ————

خطابت کے یہ چند سرسری نمونے ہیں، قُلٌّ من کُثُرٍ،

و قطرةٌ من بحرٍ۔

اب اس کی روشنی میں حضرت شیخ عبدالقادر عمادی رضی اللہ عنہ

کا جلوۂ خطابت دیکھنا چاہیے اور اس کے لیے بیک جنبش قدم

بارہویں صدی ہجری کے وسط تک کی مسافت طے کرلینی چاہیے، کہ

ویرانۂ سوگھر پور حضرت کے نزول سے جب کاشانۂ نور بنتا ہے تو یہ وادی

غیر ذی زرع نہ محراب و منبر سے آشنا تھی اور نہ بظاہر اس سے پہلے

یہاں اللہ کا نام لیا گیا تھا، ایک دشت فراخ، انسانوں سے خالی،

جس میں ہر سمت ویرانی کی آبادی تھی، حضرت شیخ اپنے پیر و مرشد کے
حکم سے بے شمار ارادتمندوں کے ساتھ یہاں فروکش ہوتے ہیں،
اقامت جماعت کا انتظام کرتے ہیں، عید فطر آتی ہے تو سنّت نبوّت
کے مطابق کھُلے میدان کا رُخ کرتے ہیں اور اپنے آبائے صالحین کے منہاج
پر چل کر بغیر کسی رویّت و تجبیر عبارت کے، محض بدیہت وارتجال کے
ساتھ، لسان صدق بے تکلّف قلب سلیم کی ہمزبانی کرتی ہے اور وہ
خطبۂ مبارکہ ارشاد فرماتے ہیں جو موضوع کتاب فصل خطاب ہے ۔
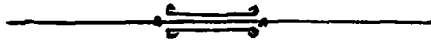
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت شیخ کا خطبۂ عید فطر

الحمد للہ، الحمد للہ الذی خلق السمٰوات والارض وجعل الظلمات والنور، وصوّر الشمس والقمر وقدّر اللیالی، والایام، والسنین، والشہور، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ، واللہ اکبر، اللہ اکبر، وللہ الحمد،

نشر عبادہ، وعمّر بلادہ، وامرھم بعبادتہ، ونزک ارادۃ الغیر مع ارادتہ، بل وامر الرجوع، وتمام الحضور، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ، واللہ اکبر، اللہ اکبر، وللہ الحمد،

ارسل فی ذلک الانبیاء والمرسلین، وانزل علیہم الکتب علی لسان الروح الامین، من التورٰۃ والانجیل والفرقان والزبور، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ، واللہ اکبر،

اللہ اکبر، وللہ الحمد،

ختمہم بالنبی الکریم، الرسول الرؤف الرحیم، المخاطب من عندہ بقولہ سبحانہ "انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم" الدال علی فضلہ، وختمہ، وبقاء شرعہ، وعظمہ، علی الوضوح والظہور، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر، اللہ اکبر، وللہ الحمد،

ونشہد ان لا الہ الا اللہ، وحدہ، لا شریک لہ، لہ الملک ولہ القدر، ولہ الامر، یقدر علی کل شیٔ، ویبعث من فی القبور، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر، اللہ اکبر، وللہ الحمد،

ونشہد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ المصطفیٰ ورسولہ المجتبیٰ، نور اللہ الانور، وظہور اللہ الاعظم، فی الکتاب المسطور، والرق المنشور، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر، اللہ اکبر، وللہ الحمد،

سید المرسلین، وخاتم النبیین، ورحمۃ للعالمین، وشفاعۃ للمذنبین، والاثمین، یوم البعث والنشور، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر، اللہ اکبر، وللہ الحمد،

صاحب التاج، والمعراج، والبراق والعلم، فی الحلّ والحرم، والبیت المعمور، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر، وللہ الحمد،

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ، واصحابہ، وعترتہ، وزمرتہ وجنودہ، واحزابہ، ولاسیما الطیبین الطاہرین، الائمۃ المعصومین، والانصار والمہاجرین، والخلفاء الراشدین، ابی بکر الصدیق الاکبر، وعمر الفاروق الاظہر، وعثمان جامع القرآن الانور، وعلی المرتضی المقدس المطہر ساقی الکوثر وشافع المحشر، وسیدۃ النساء، خاتون الجنۃ الزہراء، والسیدین المعظمین، القطبین المکرمین، ریحانتی النبوۃ، ورمّانتی الولایۃ المطہرین، المقدسین، ابی محمد الحسن وابی عبد اللہ الحسین والحمزۃ، والعباس، وجمیع الصحابۃ والتابعین، واتباع التابعین، واولیاء الامۃ، وعلماء الملۃ، ومشایخ الطریقۃ واکابر الحقیقۃ، ولاسیما مشایخنا القلندریۃ، والقادریۃ والطیفوریۃ، والجشتیۃ، والسہروردیۃ، والفردوسیۃ، و المداریۃ، والجلالیۃ، والنقشبندیۃ، سلام اللہ ورضوانہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علیہم اجمعین، وسلم تسلیماً کثیراً

كثيرًا الى يوم الدين،

امّا بعد فانى اوصيكم بالطاعة، وبتقوى الله حتى الاستطاعة، فان الدنيا زور، ومتاعها غرور، وان تصبروا وتتقوا فان ذلك من عزم الامور،

ثم ان هذا يوم العيد للصيام، ويوم المزيد للانام، يا ايها الذين آمنوا كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم لعلكم تتقون، ايامًا معدودات، فمن كان منكم مريضًا او على سفرٍ فعدة من ايام اخر، وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين، فمن تطوع خيرًا فهو خير له، وان تصوموا خير لكم ان كنتم تعلمون، شهر رمضان الذي انزل فيه القرآن، هدًى للناس وبينات من الهدى والفرقان، فمن شهد منكم الشهر فليصمه، ومن كان منكم مريضًا او على سفرٍ فعدة من ايام اخر، يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر، ولتكملوا العدة ولتكبروا الله على ما هداكم لعلكم تشكرون، واذا سألك عبادى عنى فانى قريب، اجيب دعوة الداع اذا دعان، فليستجيبوا لى وليؤمنوا بى لعلهم يرشدون

وا وجب على الاغنياء اصحاب النصاب الصدقة، وهى

الحنطة ، او الشعير او التمرة لا اكثر ولا اقل ، بالقصد المستقل ،
ومن سنة هذا اليوم السواك والاغتسال والتطيب ،
واللبس احسن الثياب وغيره الامساك ما قبل الصلوة على
وجه التقرب ، ثم الخروج الى المصلى مع جماعة المسلمين ،
وغيره الجهر بالتكبير في الطريق لاعلاء الدين ، ثم الصلوة
واستماع الخطبة بالتمام ، ثم الرجوع من غير طريق الذهاب
الى المنام ، ثم التقرب بين اهل البيت و ذوي القربى
والفقراء و المساكين لوجه العزيز العلام ، غفر الله
لنا واياكم وارحمنا معكم وهو ارحم الراحمين ، وخير
الناصرين ، والحمد لله رب العالمين ، يا ايها الذين امنوا
اتقوا الله ، و لتنظر نفس ما قدمت لغد ، واتقوا
الله ، ان الله خبير
بما تعملون ،

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ آخر الحمد للہ، الحمد للہ نحمدہ، ونستعینہ، و
نعوذ باللہ من شرور انفسنا، ومن سیئات اعمالنا، ونسأله
صلاح اخلاقنا وفلاح احوالنا، من یھدہ اللہ فلا مضل له،
ومن یضلله فلا ھادی له،

نشھد ان لا اله الا اللہ، وحدہ، لا شریک له، ونشھد
انّ سیّدنا ومولانا محمّداً عبدہ ورسوله، ان اللہ وملائکته
یصلون علی النبیّ، یا ایھا الذین امنوا صلّوا علیه وسلموا تسلیما،
اللّٰھمّ صلّ علی محمّدٍ وعلی ال محمّدٍ بعدد من صلّی وصام،
اللّٰھم صلّ علی محمّدٍ وعلی ال محمّدٍ بعدد من قعد وقام، اللّٰھم
صلّ علی محمّدٍ وعلی ال محمّدٍ کما تحبّ وترضیٰ، اللّٰھم صلّ علی

محمدٍ و علی ال محمدٍ کما یحب و یرضی ' اللهم صل علی محمدٍ و علی ال محمدٍ بعدد کل ذرة مایة الف الف مرة ' اللهم صل علی محمدٍ و علی ال محمدٍ بعدد کل معلوم و مفقود و بذلک مایة الف الف کرة ' اللهم صل علی محمدٍ و علی ال محمدٍ و بارک و سلم واغفرلی ' ولوالدیّ ' ولاساتذتی ' ومشایخی ' ولجمیع المؤمنین والمؤمنات ' والمسلمین والمسلمات ' الاحیاء منهم والاموات ' انک انت مجیب الدعوات '

الٰہی بز لفی بنی فاطمہ | بایمان اجعل لنا خاتمہ
فان کان ردٌّ لنا او قبول | فکفی و اذیال آلِ الرّسول

صلی اللہ علیہ ' وعلی اٰلہ ' واصحابہ ' وازواجہ ' وذریاتہ ' اجمعین '

اللهم ایّد الاسلام والمسلمین ' بالسلطان العادلِ ' والقہرمانِ الباسلِ ' الباذل ' خلیفۃ اللہ فی العالم المجازی ' السلطان عالی گوہر شاہ عالم بادشاہ الغازی '

اللهم ارحم السلاطین الماضین الذین قضوا بالحق و کانوا بہ یعدلون ' واغفر وارحم ولاة هذه البقعة ' و احسن الی من احسن الینا صنعہ ' اللهم انصر من نصر دین محمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم ' واخذل من خذل

دین محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم

عباداللہ، ان اللہ یامر بالعدل، والاحسان، وایتاء ذی القربی، وینہیٰ عن الفحشاء، والمنکر والبغی، یعظکم لعلکم تذکرون، ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ

واولیٰ، واہم، واتم

واجل، واکبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۂ عید اضحیٰ | الحمد للہ، الحمد للہ الذی خلق السمٰوٰتِ وَالارضَ وجعلَ الظلماتِ والنور، وصوّر الشمس والقمر وقدّر اللیالی والایام والسنین والشهور، اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ، واللہ اکبر اللہ اکبر، وللہ الحمد،

نشر عبادہ، وعمّر بلادہ، وامرھم بعبادتہ، وترک ارادۃ الغیر مع ارادتہ، بل وامر الرجوع، وتمام الخضوع، اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ، واللہ اکبر، اللہ اکبر، وللہ الحمد،

ارسل فی ذلک الانبیاء والمرسلین، وانزل علیھم الکتب علی لسان الروح الامین، من التورٰۃ والانجیل والفرقان والزبور، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الا اللہ، واللہ اکبر

اللہ اکبر، وللہ الحمد،

ختمہم بالنبی العربی الکریم، الرسول الرؤف الرحیم المخاطب من عندہ سبحانہ "انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم"، الدال علی فضلہ وختمہ وبقاء شرعہ علی الوضوح والظہور، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر اللہ اکبر، وللہ الحمد،

نشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، لہ الملک ولہ القدر، ولہ الخلق ولہ الامر، یقدر علی کل شیئ ویبعث من فی القبور، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر، اللہ اکبر وللہ الحمد،

ونشہد ان سیدنا ومولانا محمدا عبدہ المصطفی ورسولہ المجتبی، نور اللہ الانور، واظہر اللہ الاعظم فی الکتاب المسطور والرق المنشور، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر، اللہ اکبر، وللہ الحمد،

سید المرسلین، وخاتم النبیین، ورحمۃ للعالمین وشفاعۃ للمذنبین، والاثمین، یوم البعث والنشور، اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، واللہ اکبر، اللہ اکبر، وللہ الحمد،

صَاحِبُ التَّاجِ، وَالمِعْرَاجِ، وَالبُرَاقِ وَالعَلَمِ، فِي الحِلِّ وَ
الحَرَمِ، وَالبَيْتِ المَعْمُورِ، اللهُ اكبر، اللهُ اكبر، لَآ اِلٰهَ اِلَّا
اللهُ، وَاللهُ اكبر، اللهُ اكبر، وَلِلّٰهِ الحمدُ،

صلى الله عليه وعلى آله واصحابه وعِتْرَتِهِ، وَزُمْرَتِهِ، وَ
جُنُوْدِهٖ، واحزابه، ولاسيّما الطيّبين الطَّاهِرِيْنَ، الائِمَّةِ
المَعْصُوْمِيْنَ، وَالانصارِ والمهَاجِرِيْنَ، والخلفآءِ الراشدِين
ابى بكر الصِّدِّيق الاكبر، وعمر الفاروق الاظهر، وعثمان
جامع القرآن الانور، وعلى المرتضى المقدّس المطهّر، ساقى
الكوثر، وشافع المحشر، وسيدة النساء، خَاتُوْنِ الجَنَّةِ
الزَّهْرَآءِ، والسيّدين المعظّمين، القطبين المكرّمين، ريحانتى
النُّبُوَّةِ، وَرُمَّانَتَي الولايةِ، المطهَّرِيْنِ، المقدّسين، اَبِىْ
مُحَمَّدِ الحَسَنِ وَاَبِى عبد الله الحُسَيْنِ، وَاَبِى عُمَارَةَ الحَمْزَةِ وَ
اَبِى الفَضْلِ العباسِ، وجميع الصحابة والتَّابعِيْنَ واتباعِ التابعين
واولياءِ الامّةِ، وعلماءِ الملّة، ومشايخ الطَّرِيْقَةِ، وَاَكَابِرِ الحَقِيْقَةِ
ولاسيّما مشايخنا القلندريّة، والقادريّة، والطّيفوريّة،
والجشتيّة، والسُّهروردِيّة، والمداريّة، وَالجلاليّة، و
النقشبنديّة، سلام الله ورضوانه، ورحمة الله وبركاته،

ـــــــــــــــــــــــ

[1] كلمة الحمدية بمعنى السّسَدَة :

عليهم اجمعين، وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا كَثِيرًا، اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ،

اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اُوْصِيكم بالطّاعة، وبتقوى اللهِ حَتَّى الاِسْتِطَاعة، فان الدنيا زُوْرٌ، ومتاعها غرور، وَاِنْ تصبروا وتتقوا فَاِن ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الاُمُوْر،

ثم ان هذا يَوْمُ العيدِ الاَضْحٰى، يَوْمُ المزيدِ الاَبْهٰى جعله الله منارًا للدّين وَشِعَارًا للمسلمين، اوجب فيه الاُضحِيَّةَ، على الاغنياء اصحاب النصاب وهى من الغنم والبقر والابل فشاةٌ عن واحدٍ ويجوز اَنْ يَّشْتَرِكَ فى الباقِيْن اثنان اَوْ اَكْثَرُ الىٰ سَبْعَةٍ بالقصد المستقل،

ومن سنّة هذا اليوم السِّوَاكُ وَالاِغْتِسَالُ والتّطيّبُ واللّبسُ اَحْسَنَ الثِّيَابِ، والامساكُ مَاقبل الصّلوة على وجه التقرّبِ والثواب، ثم الخروج الى المصلى مَعَ جماعة المسلمينَ وَالجهرِ بالتكبير فى الطريق لاِعلاءِ الدّين، ثم الصلوة مع الامام واستماع الخطبةِ بالتّمام، ثم الرُّجُوعُ من غير طريق الذّهاب اِلَى المُقَام، ثُمَّ التَّقَرُّبُ بِالاُضْحِيَّةِ، مع خلوص النّيّة، ويجعلها ثَلٰثَةَ اقسامٍ بَيْنَ اَهْلِ البَيْتِ وذوى القُرْبٰى والفقراء لوجه العزيز العلّام، فاتقوا الله ما استطعتم، لَنْ يَّنَالَ اللهَ لحومها

وَلَا دِمَآؤُهَا، وَلٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ،

وَيَجِبُ عَلَى الْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ بِالتَّحْقِيقِ، بَعْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوبَةٍ بِجَمَاعَةٍ مِنْ فَجْرِ عَرَفَةَ إِلَى آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ، أَنْ يَقُولَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ اللّٰهُ أَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ،

غَفَرَ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ وَأَرْحَمُنَا مَعَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ، وَخَيْرُ النَّاصِرِينَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ،

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ، وَاتَّقُوا اللّٰهَ، إِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ
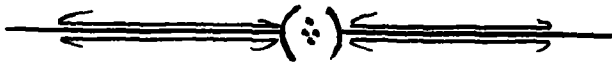
وہ اصول جن سے مُتون خطبات کا انتساخ ہوا بیشتر مغشوش حالت میں تھے، تصحیح ہوئی پھر بھی نہ ہوئی اس خطابت بالغہ کی بلاغت بازغہ جس عُلوشان و رفعت مکان پر فائز ہے چشم بصیرت اُس کے جلوے خود دیکھ رہی ہے، یہاں ایک مزیت یہ بھی دیکھنے کی ہے کہ مختلف سلاسل صوفیہ میں اس خطبہ کے بیشتر فقرے اوراد و اذکار میں داخل کرلیے گئے، جمال تاثیر و حسن قبول کی ایسی مثال شاید ہی مل سکے۔

صاحب خطبہ

حضرت شیخ عبدالقادر العمادی رضی اللہ عنہ کی سیرت و سیرت اکثر مطولات میں مبسوط ہے، حضرت شیخ الاسلام امیر سید شاہ باسط علی قلندر رضی اللہ عنہ اُن کے شیخ تھے، بارگاہ شیخ الاسلامی میں اُن کی جو منزلت تھی اُسی کا تذکرہ کافی ہے۔

حضرت شیخ الاسلام کے فرزند اکبر و خلیفۂ برحق قطب الوقت امیر سید شاہ مسعود علی قلندر نے اپنی الہامی کتاب فصول مسعودیہ میں حضرت شیخ کا ترجمۂ طیبہ صفحہ ۱۳۰ سے ۱۳۲ تک ثبت فرمایا ہے جس کا عنوان یہ ہے:

بیان احوال مولوی معنوی، علامۃ العصر، وحید الدہر، یگانۂ آفاق، منبع اخلاق، جامع علوم محمدی و مرتضوی، مولانا محی الدین ثانی ابو محمد عبدالقادر بن خیرالدین الصدیقی

العمادی الباسطی القلندر،

ان کلمات طیّبات کی حیثیت محض ثنا وصفت کی نہیں ہے، بلکہ مختلف اوقات میں حضرت شیخ کی علمی و عرفانی کرامتیں جیسی جیسی ظاہر ہوتی رہیں اسی تناسب کے مطابق بارگاہ حقیقت سے خطاب ملتے رہے۔

ترجمۂ شریفہ | حضرت شیخ کے معارف حیات پر خود اُن کے مرشدزادے جس ذوق و کیف و جوش و عقیدت سے روشنی ڈالتے ہیں وہ فوق الشہود والسماع ہے، فصول مسعودیہ میں فرماتے ہیں۔

سترہ برس کے سن میں تکمیل علوم | بدانکہ مولوی موصوف چوں از علوم درسیہ وفنون عجیبہ وغریبہ درعمر ہفتدہ سالگی فراغت حاصل کردند۔

تدریس میں شہرۂ آفاق | بدرس وتدریس شہرہ آفاق شدند،

مطالعۂ تصوّف | بعد از چند سال از سیر کتب تصوّف مثل فصوص الحکم و فتوحات مکیہ تصنیف سلطان الاولیاء برہان الاصفیا حضرت شیخ محی الدین ابن عربی و دیگر از کتب اولیاء اللہ سلام اللہ علیہم ذوق و شوق طلب حق پیدا شد، در جستجوی مرشد کامل شدند، چندی در جستجو گذشت، عاقبت الامر بعنایت الٰہی از الہام غیبی بحضور فیض گنجور حضرت پیر مرشد برحق در رسیدند،

طلب صادق کا اثر | چوں طلب صادق و ارادت واثق داشتند و استعداد کامل بزودی در سلسلۂ علیہ قادریہ رضویہ بیعت نمودند، و بجمیع اذکار

وافکار و مراقبات و اسماء اللہ تربیت پذیرفتند، و برموز فقر و کلمۃ الحق آگاہ گردیدند، و باجازت و خلافت سلاسل سبعہ سرفراز گشتند، و ملقب بمولوی معنوی شاہ عبدالقادر الباسطی القلندر شدند، چنانچہ مولوی موصوف ابیات چند متضمن باحوال رسیدن خود بجناب ارفع و اقدس حضرت پیر و مرشد و بیعت کردن و باجازت و خلافت سرفراز شدن گفتہ اند۔

چون دویدم بجذبۂ توفیق | در رسیدم بحضرت تحقیق
قبلۃ العارفین بالاطلاق | کعبۃ الطائفین بالآفاق
حضرت ذات پاک مظہر حق | شاہ باسط علی قلندر حق
مَتَّعَ اللّٰہُ منہ اہلَ الدین | بدوام البقاء والتلقین
فام اولادہ، و احفادُہٗ | دام فینا و فیہم امدادہ
بوسہ دادم بخاک پاے او | دل نہادم بہر چہ راے او
تا برحمت قبول کرد مرا | بعنایت شمول کرد مرا
شہ چو دستم بلطف بگرفتہ | نزد پیران شدم پذیرفتہ
شہ چو از روی لطف کرد قبول | شد قبول حق و قبول رسول
شہ پذیرفت بندہ پذرفتند | شہ چو بگرفت دست بگرفتند
بذل فرمود مہر و رافت خویش | بندہ بنواخت از خلافت خویش
گرچہ بودم درین سلاسل طبع | کرد اعطا چنین سلاسل سبع

مشاغل زندگی | چون بمطلوب فائز گردیدند رخصت بوطن شدند بنام پیران و برکات انفاس قدسیۂ ایشان بموضع مسطور (تکیۂ سوگھرپور من اعمال سرکار جون پور) استقامت فرموده بدرس علوم ظاہریّہ و ارشاد و تلقین علوم باطنیّۂ محمدیّہ مشغول و شاد ہستند،

تصنیفات | از انجا کتابے چند چنان کہ ترجمۂ رسالۂ مسعودیہ در علم فرائض،

ورسالۂ ربط المشائخ کہ متضمن است بشجرات پیران سلاسل سبعہ کہ ہمگین بست وچہار نوع دارد علی سبیل التفصیل،

ورسالۂ منظومہ در بیان شجرات سلاسل مذکور علی سبیل الاجمال مع برخی از دیگر احوال،

ورسالۂ عربی از عقاید صوفیہ و امامیۂ اثنا عشریّہ و اہل سنت و جماعت تصنیف کرده،

وخطبہ رسالہ کشف الرموز برائے توضیح مرام حضرت پیر و مرشد برحق رح مع حواشی بعض مقام[1]،

---

[1] کشف الرموز اصل میں حضرت شیخ الاسلام کی ایک عارفانہ فارسی مثنوی ہے جس کی تصحیح و تہذیب آپ نے حضرت شیخ سے کرائی تھی اور اُنھیں سے خطبہ بھی لکھوایا تھا، یہ نسخۂ مصحّحہ مع خطبہ موجود ہے، مگر آستانۂ شریفۂ لاہرپور کے کتابخانۂ عامرہ میں نسخۂ مصحّحہ نہ تھا، سیّد السادات حضرت مولانا شاہ محمد اسمٰعیل قلندر روح اللہ روحہ نے اصل مثنوی چھپوادی، نسخۂ مصحّحہ سے مقابلہ کیجیے تو معلوم ہوگا کہ تصحیح نے کلام کو کہاں سے کہاں پہنچادیا۔

ومسودۂ رسالہ فصول عطائیہ تصنیف قطب الوقت مع خطبہ مرتب ساختہ

بحضور پُر نور ارسال نمودند،

ورباعیات غریبہ متضمن معنی وھومعکم اینما کنتم کہ درحین زیارت

مرقد مبارک شیخ الاسلام حضرت شاہ فتح قلندر قدس سرہ وارد بدل گردیدہ

نیز ابلاغ داشتند۔

ومکتوب "مسعودیہ" بزبان عربی تصنیف کردہ ارسال نمودند،

حسن قبول | وبنظر مبارک حضرت پیر و مرشد برحق بغایت پسند ومقبول افتاد

زہی عز و شرف،

سالانہ تحفۂ علمیہ | وہرسال ہم برین منوال از تصنیف خود تحفہ

بحضور انور می فرستادند،

غوثیہ | وبعد ارسال نسخہ ہائے مسطورہ ترجمہ رسالۂ غوثیہ کہ یکے از یاران حضرت

میر سید نجم الدین غوث الدہرؒ کہ ہمیشہ در سفر ہمراہ رکاب آنحضرت می بود، در

بیان احوال چہار پیران حضرت شاہ عبدالعزیز مکّی علمدار وصحابی مصطفےٰ

صلی اللہ علیہ وسلم، وحضرت میر سید خضر رومی وحضرت امیر سید نجم الدین

قلندر غوث الدہر، وحضرت شاہ قطب الدین بینادل، مشتمل بر مسائل

سیر وسلوک، بزبان عربی تصنیف کردہ ومسمیٰ بغوثیہ نمودہ بود، شمۂ از احوال

چہار پیران مذکور ازان منتخب ساختہ وترجمہ نمودہ ارسال کردند،

تحقیق معرفت | وچند مکاتیب بحجت اسالیب مشتمل بر تحقیق بعضی سلاسل وتاریخ وفات بعضی پیران از آیات قرآنی استخراج نموده وتحقیق وھو معلم اینما کنتم وغیرہ امور دقیقہ بحضور انور ابلاغ داشتند،

سلاسل صوفیہ کے حلقے | امتداد ایام نے سلاسل صوفیۂ صافیہ کے شجرات میں بھی مشاجرات کی قلمیں لگادی تھیں، تحقیق کا کام حضرت شیخ کے سپرد ہوا جن کے فصل الخطاب پر شیخ الاسلام حضرت امیر سید شاہ باسط علی قلندر رضی اللہ عنہ کو اتنا وثوق تھا کہ مختلفات میں اُنھیں کے اختیار کو اختیار فرماتے، حضرت شیخ کے رسالہ "ربط المشائخ" کا یہی موضوع ہے، جو حقایق اس میں رہ گئے تھے حضرت شیخ الاسلام کے حکم سے اُن کا استدراک "منظومۂ مختصرہ" میں فرمایا، جس کی نسبت حضرت قطب الوقت فرماتے ہیں:

"رسالۂ ربط المشایخ مع حواشی ضروری دربیان شجرات لبست وچہار نوع علی التفصیل ورسالہ منظومہ مختصرہ دربیان اسامی پیر کبیر بالاجمال"،

اصل میں یہ تین تالیفیں ہیں:

(۱) ربط المشایخ۔

(۲) حواشی ضروری جو پہلی کتاب کا تتمہ وتعلیق ہے۔

(۳) منظومۂ مختصرہ۔

رسالۂ غوثیہ عربی میں تھا، حضرت شیخ الاسلام کے ارشاد سے حضرت

شیخ نے اُس کو فارسی میں منتقل فرمایا، اسی رسالۂ غوثیہ اور منظومۂ مختصرہ کے متعلق فرمایا ہے:

"مترجم رسالۂ غوثیہ وناظم ایں رسالہ مولوی معنوی، علامۃ العصر، وحید الدہر، شاہ ابو محمد عبد القادر الباسطی القلندر ابن الشیخ خیر الدین الصدیقی العمادی منسوب بسوی حضرت عماد قلندر کہ مرید وخلیفۂ حضرت قطب الدین بینا دل قلندر بودند"

مکتوب معنوی | تمحیص وتنقیب کا یہ سلسلہ منتقل تالیفات ہی تک محدود نہ تھا، حضرت شیخ کے مکتوبات بھی اسی موضوع پر شامل تھے جن کا مجموعہ قابل دید تھا، ارشاد ہوتا ہے:

"چند مکتوب کہ مولوی معنوی موصوف در بیان تحقیق بعضے سلاسل وتاریخ وفات بعضے پیراں کہ از آیات قرآن مجید استخراج نمودہ از تکیۂ سوگھڑپور بایں جانب نوشتہ فرستادہ بودند"

خطبۃ الکتاب | حضرت قطب الوقت نے کتاب "فصول مسعودیہ" تمام وکمال حضرت شیخ الاسلام رضی اللہ عنہما کے زیر ہدایت مرتب فرمائی جو سلسلۂ علیۂ قلندریہ کی بہترین وبرترین کتاب ہے، حضرت شیخ الاسلام نے حصول برکت کے لیے اس کتاب کا خطبہ حضرت شیخ سے لکھوایا جو آغاز کتاب میں ثبت ہے اور اس خیر الکلام کا اُسی سے افتتاح ہوتا ہے، دیباچہ میں

تصریح کی ہے :

"انچہ از زبان فیض ترجمان حضرت والد مرشد خود شنیدہ ہمہ راجمع کردہ بدوازدہ فصل مرتب ساختہ وخطبۂ مولوی معنوی موصوف را تیمناً وتبرکاً کہ بموجب حکم حضرت پیرو مرشد ارشاد داشتہ بودند داخل رسالۂ ہذا کردہ نام این رسالہ فصول مسعودیہ نہاد"

مبدءِ قلندریّت | سر آغاز سلسلۂ شریفۂ قلندریہ کی نسبت روایتیں باہمدگر مختلط ہو کر مغشوش ہو گئی تھیں، حضرت شیخ نے تحقیق فرمائی کہ اصل میں ایک ہی سلسلہ تھا جس کی دو شاخیں ہو گئی تھیں، لکھتے ہیں :

"کسانیکہ مرید ایشان (حضرت شاہ عبد العزیز مکی قلندر علمدار و صحابی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) شدند نسبت بہ پیر خود سلسلۂ خود را قلندریہ مکیہ نامیدند، وکسانیکہ مرید شدند نسبت بہ پیران خود یعنی حضرت مرتضیٰ علی شیر خدا کرم اللہ وجہ سلسلۂ خود را قلندریۂ علویہ نامیدند چنانچہ بدین معنی مولوی معنوی شاہ عبد القادر جون پوری در رسالہ منظومہ اشارات کردہ"

یہی تحقیق آج تک اہل حق میں مقبول ہے اور اسی کے مطابق نسبت کی کرامت حاصل کی جاتی ہے۔

حدیث کی تحقیق | ایک صدی سے عمر کا عادۃً ومعمولاً متجاوز ہونا ممکن ہے یا نہیں ؟ محدّثین نفی کے قائل ہیں اور صوفیہ اثبات کے،

حضرت شیخ الاسلام نے بحسب الہام اس باب میں حضرت شیخ کی تحقیق کو قول فیصل قرار دیا، حضرت قطب الوقت نے محدثین کا اعتراض نقل کیا ہے:

برین معنی اعتراض وارد می شود کہ در حدیث آمده است کہ بعد از صد سال کسے و نفسے از حاضرانِ این وقت بر روے زمین نخواہد ماند، حال آن کہ حضرت شاہ عبد العزیز مکی و مہتر خواجہ خضرؑ و مہتر الیاسؑ از صد سال چند سال مانده، مضمونِ این حدیث چگونہ راست آید؟

جواب این اعتراض مولوی معنوی شاہ عبد القادر باین الفاظ نوشتہ فرستاده:

"صاحب من، این حدیث بصورتہ این جا حاضر نیست کہ دراں تامل کرده آید کہ ہر چہ از اشکال در قرآن و حدیث موہوم خواطر گردد بتامل وافی و شافی در الفاظ آن حل شود، خلق از قرآن و حدیث چیزے فہمند و فقرا چیزے دیگر، جواب مجمل نوشتہ می شود، در آں تامل باید فرمود کہ از جوابیکہ میان مردم شہرت دارد قوی تر خواہد بود، ان شاء اللہ تعالیٰ"

"ظاہر آنست کہ خطاب باین حدیث با جماعت مردم اہل عادت بوده است، و معنی آنست کہ کسے از حاضرانِ این وقت بعد از صد سال ببقای عادت استمراری کہ بطریق تحلیف ماتخلل واقع است باقی نخواہد بود، و بقاے آنحضرت و مہتر خواجہ خضرؑ و مہتر الیاسؑ و اشخاص دیگر از جماعۃ الناس

نہ بروجہ اعتیادی استمراری است، آنحضرت را در بادیہ در یک رکعت چہل سال بگذشت، این بقاے اعتیادی چہ مناسبت دارد"

واسطۂ خضریہؔ | قلندروں کو حیات جاوید کے لیے حضرت خضر رضی اللہ عنہ سے آبِ حیات ملا تھا، لیکن خود حضرت خضر ایک طرف تو حضرت شیخ عبد العزیز عبداللہ رضی اللہ عنہ کے جرعہ نوش تھے اور دوسری جانب حضرت سیّد جمال مجرّد ساوجی سے بھی فیض یاب ہوے تھے، اس لیے دونوں سلسلوں کے اسمائے عظمیٰ خلط و ملط ہوگئے، حضرت شیخ کی تحقیق نے سلسلۂ اولیٰ سے اس دوسرے سلسلہ کو جدا کر دیا :

" باین صورت سیّد خضر رومی بلا واسطۂ حضرت شاہ عبد العزیز مکی از سیّد جمال مجرّد ساوجی یافتہ وایشان از سلطان بایزید بسطامی یافتہ تا آخر سلسلہ، چنانچہ مولوی معنوی موصوف درین معنی نوشتہ اند"

والنجم اذا ھوی | مولوی معنوی شاہ ابو محمد عبد القادر الباسطی القلندر چون از سال وفات حضرت غوث (یعنی حضرت امیر سید نجم الدین غوث الدہر) اطلاع یافت تاریخ از قرآن مجید جست، والنجم اذا ھوی یافت کہ بر نام مبارک آنحضرت وبفرو شدن ایشان یعنی بزمین قرار گرفتن متضمن است"

خاندان قلندریہ میں اس کو الہام والقا من جانب اللہ سمجھا گیا،

حضرت قطب الوقت فرماتے ہیں :

ومی باشد کہ خداوند تعالیٰ سوگند بنام پاک آنحضرت وفروشدن ایشان بزمین یاد کردہ باشد کہ درمائۂ تاسعہ از نزول وقوع یافت و در قرن ثانی عشر مفہوم گردید، وھو من عجائب القرآن، ثم ان ھذا الکلام[1] قدیمٌ والقدیم ما لا یکون لہ الاول والاخر پس فہم تاریخ ازین کلام واضح شد ۔

ومولوی معنوی این معنی را برباعی فارسی ہم نظم فرمودہ، فافھموا واعجبوا :

والنجم اذا ھوٰی چو خواندم زامامؐ	آغاز ندارد این کلام وانجام
از بہر امام نجم دین غوث الدہر	تاریخ وفات فہم کردند کرام

قولہ "آغاز ندارد این کلام وانجام" اشارت بدان است کہ حرف اول وآخر کہ "واوٗ" و "یا" باشد بیرون باید کرد تا عدد مطلوب حاصل شود، ودر مناجات یک رباعی گفتہ :

اے شاہ تعالیٰ وتبارک مددے	سلطان سریر نامشارک مددے
عبد القادر ز بندگان درِ تست	نجم بن نظام بن مبارک مددے

---

[1] لام سے کلام اللہ مراد ہے، وکل شیءٍ احصینٰہ فی امامٍ مبین ۔

تکررِ لقاء | حضرت غوث رضی اللہ عنہ کے ورود و لقاء کے روایات میں خلط مبحث نے پیچیدگی پیدا کر دی تھی، اس کی تحقیق بھی حضرت شیخ کو تفویض ہوئی، حضرت قطب الوقت اس کی تمہید باندھتے ہیں:

"آنچہ قلندران در سیر و سفر یافتند آنحضرت (حضرت قطب بنیادل) نشستہ بمقام خود یافتہ، این محض از عنایات الٰہی و توجہ پاکمردان کماہی است، چنانکہ حضرت سیّد نجم الدین قلندر غوث الدہر را حکم و بشارت از جناب رسالتمآب صادر شد کہ بہند بر و و قطب الدین بنیادل را کہ استقامت بسرور پور دارد تربیت و تلقین بحسب ظاہر کن، چنانچہ بموجب حکم اقدس حضرت سید نجم الدین قلندر غوث الدہر از حجاز تشریف شریف در سنہ ہشتصد و بست و شش ہجری در آخر عمر بار دیگر بسرور پور ارزانی فرمودند۔

چنانچہ در مکتوب مولوی معنوی مسطور است کہ:

"از اخبار متواترہ کہ درین دیار شہرہ دارد تشریف آوردن حضرت شیخ المشائخ سید السادات نجم الدین قلندر غوث الدہر بقصبۂ سرور پور کہ در عرف شہر ہرپور است مکرر شدہ است، و ملاقات از سید اشرف جہانگیر سمنانی بیشتر بودہ، و ارشادِ حضرت قطب الدین بینادل در مرتبۂ اخیرہ کہ ظہور آنحضرت شدہ"

تلقین بینا دلی | حضرت قطب بینا دل رضی اللہ عنہ کو تلقین کس نے کی اور تکمیل کن سے ہوئی ؟ اختلاط روایات نے دونوں کو ایک بنا دیا تھا، اس کی تحقیق بھی حضرت شیخ ہی کی رہین منت ہے :

"چون شیخ حسین بن معز را بکشف معلوم شد کہ امانت شاہ قطب الدین بینا دل سرور پوری نزد ماست در سرور پور آمدہ ارشاد و تلقین طرق سلسلۂ فردوسیہ آنحضرت را کردہ

"ارشاد و تلقین گرفتن حضرت قطب الاقطاب (بینا دل) از شیخ حسین بن معز قبل از ارشاد فرمودن حضرت سید نجم الدین قلندر غوث الدہر است، چنانچہ در مکتوب مولوی معنوی مسطور است :

"صحبت حضرت قطب الاقطاب بخدمت شیخ المشائخ حضرت شیخ حسین بن معز شمس البلخی رضی اللہ عنہم، بیاد دارم کہ از بزرگان شنیدہ ام کہ ازو نقل نمایند۔

گفت کارشما بساز در است   سیدی کو کنون بغار حرا است

یعنی سید نجم الدین قلندر غوث الدہر کہ حالا بیاد الٰہی در غار حرا نشستہ اند، براین تقدیر ظاہر است کہ برخدمت حضرت غوث الدہر سلام اللہ علیہ مقدم باشد ارشاد شاہ حسین قدس سرہٗ، و نیز ظاہر آنست کہ حضرت قطب الاقطاب بعد سعادت صحبت حضرت غوث الدہر با دیگر

کسے حاجت بصحبت افادت نداشتہ اند وبنبردہ اند"

سلسلۂ سہروردیہ | واجازت وخلافت سلسلۂ سہروردیہ بہائیہ کہ منسوب بخواجہ بہاءالدین ذکریاست از شیخ المشائخ بڈھن ظفرآبادی سہروردی بطریق اہدا بودہ، چنانچہ مولوی معنوی در رسالۂ منظومہ باین معنی ارشاد فرمودہ اند۔

آمد از قطب خواست وصعب انگاشت | رفت و اہدا نمود انچہ کہ داشت

معنی این بیت آن است کہ شیخ بڈھن بخانۂ قطب الدین بینادل از ظفرآباد آمدہ درخواست اذکار قلندریہ کردہ، چون اذکار قلندریہ دیدہ دشوار معلوم کردہ، گفت از من در پیرانہ سالی کے تواند شد، بخانہ رفتہ اجازت وخلافت سلسلۂ سہروردیہ کہ نزد خود داشتہ بودند بطریق اہدا بخدمت آنحضرت فرستادہ کہ از شما این سلسلہ جاری خواہد شد، ان شاء اللہ تعالیٰ، چنانچہ آنحضرت ہدیۂ نعمت مرسلہ را قبول فرمودہ از ذات بابرکات خود جاری نمودہ۔

اتصال سلسلہ | بدان کہ اجازت وخلافت سلسلۂ سہروردیہ حضرت شاہ قطب الدین بینادل از حضرت شمس الدین بڈھن یافتہ، وایشان از پدر خود حضرت شیخ رکن الدین یافتہ کہ کنیت ایشان ابوالفتح مسکین است، وایشان از پدر خود حضرت حاجی صدر الدین

ظفر آبادی ملقب بچراغ ہند یافتہ، وایشان مرید وخلیفۂ حضرت شیخ رکن الدین رکن عالم ابوالفتح ملتانی، و ایشان مرید وخلیفۂ پدر خود شیخ صدرالدین عارف، وایشان مرید وخلیفۂ پدر خود حضرت خواجہ بہاؤالدین ذکریا ملتانی اند، چنانچہ مولوی معنوی در رسالۂ منظومہ باین معنی اشارت فرمودہ

مُستَنَدُ علیہ | "الشیخ شمس الدین عن ابیہ ابی الفتح رکن الدین المسکین، وھو عن ابیہ الشیخ صدر الدین الحاج سراج الھند الظفرآبادی، وھو عن شیخ الاسلام رکن الدین رکن العالم ابی الفتح الملتانی، وھو عن ابیہ الشیخ صدر الدین العارف، وھو عن ابیہ بہاء الدین ذکریا الملتانی سلام اللہ علیھم اجمعین، فترك التکرار فی العنعنات کانہ من تشابہ الاسماء، ولا یعتمد علیہ، فان الحاج وان کان من بنی اعمام شیخ الاسلام بہاء الدین ذکریا لکنہ یقال لم یتلبس الخرقة عنہ و انما لبسھا عن ابن ابنہ ابی الفتح رکن العالم سلام اللہ علیہم اجمعین"

اخلاف بینادل | اولاد باطنی حضرت شاہ قطب الدین بینادل قلندر متوالی وکثیر اند، از شاہ محمد قطب قلندر تا این وقت باقی ماندہ،

و اولاد ظاہری حضرت شاہ قطب الدین بینا دل قلندر نیز متوالی و کثیر،
از حضرت شاہ محمود قلندر کہ پسر خُرد حضرت ایشاں بودند تا این وقت
باقی است، و حضرت دیوان شاہ فتح قلندر نیز از اولاد ایشانند،
چنانچہ مولوی معنوی شاہ عبد القادر القلندر الباسطی در قطعۂ گفتہ

شیخ ما فتح قلندر ولد شیخ حسین ولد شیخ مظفر ولد شاہ ملک،
ابن محمود قلندر خلف بینا دل حیّ من حیّ و ہلاک ہم من ہلاک

سبعۂ قُدّوسیّہ | "چون آنحضرت (شاہ عبد القدوس قلندر
جون پوری) از خدمت پدر بزرگوار خود در جمیع اذکار و افکار و اسرار و
مراقبات و مشاہدات و ریاضات تربیت و تلقین یافتند و بر موز فقر
و کلمۃ الحق آگاہ گردیدہ بمرتبۂ علیا رسیدند، پدر بزرگوار بخلافت سلاسل
قلندریہ و طیفوریہ و چشتیہ و قادریہ و سہروردیہ و فردوسیہ مشرف
گردانیدہ بجائے خود نشانیدند، و سلسلۂ مداریہ از حاجی الحرمین یافتند"

یہ تحقیق کرکے حضرت شیخ کی عبارت سند کے لیے ثبت فرماتے ہیں؛

"این ہمہ سلاسل سبعہ قدوسیہ نامیدہ شد، یعنی کل واحدٍ
من ھذہ السبع قدوسیۃٌ ینتھی الی القدوس السلام
او ین نبط بعبد القدوس بن عبد السلام"

اجتبائے مجتبیٰ | در مکتوب مرغوب بہجت اسلوب علامۃ العصر

مولوی معنوی کہ باین فقیر ترقیم نمودند سنۂ وفات حضرت قطب الاقطاب فرد الاحباب شیخ الاسلام والمسلمین حضرت شاہ مجتبیٰ عرف شاہ مجا قلندر سلام اللہ علیہ مسطور است۔

پھر حضرت شیخ کی عبارت نقل کی ہے اور تاریخیں لکھی ہیں:

"بدین وجہ کہ از بعضی خدمۂ آستانۂ لاہر پور شنیدہ شد کہ تاریخ وفات درین لفظ است کور شد چشم حقائق و عددش صحیح یک ہزار ونود ودو بود۔

"و مطابقہ من وحی السماء بزیادۃ الباء "تحیتہم فیھا بسلام"۔

"و ایضاً من جنس الفاظ القرآن الکریم "اجتباہ ربہم و جعلہ من الصالحین"

"و آن بجہت اشتمال بر زیادۂ اسم مبارک لطافتے دیگر دارد وضمیر جمع برائے جمیع خلق باشد"۔

تاریخ فتح | مکتوب بہجت اسلوب علامۃ العصر وحید دہر مولوی معنوی شاہ عبدالقادر جون پوری کہ باین فقیر ترقیم فرمودند:

"تاریخ وفات شیخ الاسلام حضرت شاہ فتح قلندر سلام اللہ علیہ یکہزار و یکصد و سیزدہ بعرض آمدہ، مطابق آن لفظے چند از قرآن یافتہ

می شود:

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ

يَا اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ

رَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ وَجَنّتٍ نَعِيْمٍ، بتطويل خط التاء،

وهذا من عجائب القرآن وكتاب الله وكرامات الاولياء

احزاب الله،

فان الفقير الداعي كان يتمنى ان يجد هذا التاريخ

من الكتاب المبين، فيما ورد في شان المقربين، فاذا انا

قد واصلت التلاوة بقوله:

فَاَمَّا اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ وَّ

جَنَّتُ نَعِيْمٍ، فتأملت فوجدت جملة الجزاء التي تدل

على وقوع الحكم وتحققه من غير شكٍّ من غير جملة

الشرط، والفاء المتعلقة به التي تدل على التقديس و

التردد مطابقةٌ للعدد المطلوب، ومن عجائب هذا

ل ایران کے نامور سخن سنج (ندیم) نے اسی مادۂ تاریخ کو نوابٓ آصف الدولۂ مغفور فرماں روائے
لکھنؤ کے لیے "ھٰھُنَا" کے اضافہ سے موزوں فرمایا:

لکھنؤ بے آصف است و آسماں بے آفتاب — چرخ چارم بے مسیح و طورِ سینا بے کلیم

نقشبندِ کاف و نون بر تربتِ آصف نوشت — ھٰھُنَا رَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ وَجنّاتِ نعیم

اللفظ انه یقرء عربیاً و فارسیاً و نثراً و نظماً و یوازن فیه مع القافیۃ بالکلام الکریم، بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم، فیکون بیتاً"

کرامت | و حضرت پیر و مرشد والدی حضرت شاہ باسط علی قلندر فرمودہ اند کہ از جملہ کرامات حضرت پیر و مرشد من یعنی شاہ الٰہدیہ احمد قلندر قدس سرہٗ یکے آنست کہ مرا در ذکرے در یک رکن شک افتاد، در دل خطرہ کردم کہ اگر پیر و مرشد من قلندر برحق اند مرا طلبیدہ خود ذکر نمودہ رفع شک سازند، در آن روز ہا آزار بواسیر آن حضرت را بسیار غالب شدہ بود، پس بمجرد این خطرہ کہ در دل من گذشت آنحضرت ہمان وقت فرمودند کہ محمد وارث و عبدالباسط را بیارید، فرستادہٗ آنحضرت نزد ما آمد، باہم سہ کس رفتیم و دیدیم کہ آنحضرت بحضور من بہمان ذکر کہ مرا در رکن آن شک بود مشغول شدند، بمجرد دیدن آن شک از من زائل شد، بحضور آنحضرت نشستم، آنحضرت فرمودند کہ نزد حضرت شاہ مجا قلندر قدس سرہٗ سہ طالب علم آمدند و ہر سہ در دل خود خطرہ کردند، یکے خواست کہ مرا برگ تنبول دہند، و دیگرے لڈو خواست، و سیومی گل بے موسم خواست، ہر سہ بحضور آنحضرت نشستند، ہمان وقت یک مہاجن پان و لڈو نزد آنحضرت آورد،

آنحضرت گفتند کہ بنہید، و باغبان را تاکید فرمودند کہ خبر گل بگیرد، حالانکہ موسمِ گل نبود باغبان رفتہ دید کہ بر درخت سہ گل موجود اند، چیدہ بحضور آنحضرت آورد، حضرت پان ولڈو پیش طالبان آن و گل پیش طالب آن نہادند، پس این فقیر بخدمت پیر و مرشد عرض نمود کہ آن سہ طالب علم در وقتے بودند، آنچنان ما سہ طالب علم ہستیم و من آن طالب گل بے موسم ہستم چراکہ رفع شک رکن از دیدن ذکر بے موسم طلب نمودم کہ حضرت را در غلبۂ مرض بواسیر کجا تاب و طاقت ذکر بود، اما ہمچون آن طالب گل مطلوب خود را من ہم بے موسم یافتم۔

محلّ کرامت | مولوی معنوی، وحید دہر، بنور محمّدی و مرتضوی منوّر، شاہ ابو محمّد عبد القادر الباسطی القلندر سلمہ اللہ تعالیٰ می فرمایند کہ:

"از زبان مبارک حضرت پیر و مرشد خود سلام اللہ علیہ یاد دارم کہ این قصّہ در سرائے میر آستانۂ سیّد السادات شاہ عاشقاں بوقوع آمدہ۔

"و نیز شیخ غلام حسین کہ مردے صالح و متوطن فتن پور[1] متصل آستانۂ مذکور اند با فقیر داعی ابو محمّد عبد القادر باسطی بارہا گفتہ اند کہ

---

[1] "فتن پور" کے نام سے اگرچہ کئی قریات آباد ہیں مگر یہ فتن پور نظام آباد سے ملحق اور حضرت شیخ کے برادر اکبر مولانا شاہ محمّد وارث عمادی کا محلّ نزول تھا، کتاب الاحساب میں اس کی تحقیق مبسوط ہے، فلیرجع الیہ،

روزے در آستانۂ مذکور حضرت شاہ الھدیہ احمد قلندر و پیر دستگیر من سید السادات حضرت سید شاہ باسط علی قلندر سلام اللہ علیہما با جماعۂ کثیرہ نشستہ بودند و من نیز حاضر بودم شنیدم کہ حضرت شاہ الھدیہ احمد قلندر می فرمودند کہ کمال ظہور من و احوال و اشغال من از ذات بابرکات سید باسط علی قلندر خواہد شد، وہمچنیں خدا بنمود"

تاریخ شیخ المشایخ | مولوی معنوی، علامہ عصر، وحید دہر، شاہ عبد القادر تاریخ وفات حضرت شیخ المشایخ شاہ علاؤ الدین احمد قلندر سلام اللہ علیہ "یرثون الفردوس" گفتہ و در نظم آوردہ:

شاہ الھدیہ احمد سیرت	وارث مرتبۂ قاب و قوسین
بہر سال سفر آنحضرت	خواں ز قرآں یرثون الفردوس[1]

تاریخ صوری و معنوی | مولوی معنوی علامہ عصر وحید دہر، بنور محمدی و مرتضوی منور، مولانا ابو محمد عبد القادر باسطی القلندر سلمہ اللہ تعالےٰ در تاریخ وفات آنحضرت (شاہ میر محمد ماہ قلندر والد ماجد حضرت امیر سید شاہ باسط علی قلندر رضی اللہ عنہما) قطعہ گفتہ اند:

رفت از دنیا قلندر پاکباز نور حق	سید السادات مولانا محمد ماہ شہ
وقت وصل و ماہ و روز و سال فوت او بگو	سادس و عشرین ماہ صوم صبح یوم مہ

[1] آستانۂ شریفۂ لاہر پور میں پیشطاق روضۂ مبارکہ پر یہ تاریخ ثبت ہے۔

قبض باسط | چوں وقت ختنۂ برخورداران رسید ازین فقیر فرمودند کہ از کار ختنہ فراغت گیرید، چنانچہ از تفضلات عالی از ختنۂ برخورداران بخیر وخوبی فراغت حاصل نمود، بعد ازان بسعادت قدمبوس مشرف گشتہ آداب مبارک باد عرض کرد، وہمیں احبّا و اخلّا کہ مجتمع بودند آداب مبارک باد بعرض اقدس میرسانیدند، وجناب مستطاب جواب مبارک باد می فرمودند کہ مبارکبادی "تین ترلوک" است، بعد ازان این فقیر باداے دوگانہ مامور گشت وخود بدولت نیز دوگانہ ادا فرمودند، بعد ازان ہمہ مامور گردیدند کہ در بزم طرب اجلاس نمایند، وخود بدولت در عجب حالت وجد وجذب بودند،

حضرت شیخ پر غایت نوازش | چوں شب آمد واز نماز مغرب فراغت دست داد، دران وقت فقیر ومولوی شاہ امید علی مرید مولوی معنوی شاہ ابو محمد عبد القادر الباسطی القلندر خلیفۂ رشید جناب مستطاب کہ " بغایت نوازش مشمول بودند" ومیر احمد کہ از اقربای خود اند در حضور پر نور مشرف بودیم۔

مقام وتاریخ | در حجرۂ شریفہ کہ در موضع دمکدہ متعلقہ اترانوان عملہ پرگنہ مہ مضاف صوبۂ الہ آباد واقع است واز موضع بڈگاؤں مکانِ آبا واجداد جناب مستطاب سلام اللہ علیہ پرگنہ سیکور مضاف

صوبۂ مذکور جانب مشرق دہ کروہ مفاصلہ دارد مزار مبارک ساختہ شد، ومرقد شریفہ حضرت والدہ مخدومہ معظمہ مرحومہ کہ ساعتے چند پیشتر از انتقال آن حضرت انتقال فرمودہ بودند نیز در حجرۂ موصوفہ جانب پہلوی چپ وقوع یافتہ کہ در زمان واحد انتقال فرمودہ بودند، چنانکہ مولوی معنوی، علامہ عصر، وحید الدہر، عارف کامل، شاہ ابو محمد عبد القادر الباسطی القلندر سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ مرید وخلیفۂ رشید جناب مستطاب تاریخ ہاے انتقال حضرتین والدین شریفین متضمن این معنی گفتہ اند، براے اطلاع محبان صادق وطالبانِ واثق تحریر می آید:

(۱)

حضرتِ مظہر حق قطب زمان غوث جہاں — رخت از دار فنا بست سوِ باغ ارم

وقت و روز و مہ و سال از تو چو پرسند بگو — شب شنبہ سحرا ہفتہ ہم عید دوم

دریں مصراع شش چیز از متعلقات تاریخ فہمیدہ می شود،

یکی شنبہ

دوم شب ازان

سوم وقت سحر از شب کہ پیش از صبح باشد

چہارم ماہ ذی الحجہ

پنجم ہفتہ ہم ازان
ششم سال ہجری از عدد حروف ،

(۲)

یا باسط یا علیّ حیٌّ قیّوم | ما انت تموت قطّ وانت تنوم
انت لم یزل الابد فضّم التوقیت | من حاوله فقل ”خفیٌّ مکتوم“

(۳)

تاریخ مبارک از قرآن مجید برآورده اند ”السابقون السابقون اولئک المقربون“
بتکرار الحروف المکررة اعنی الراء یحصل العدد
المطلوب

(۴)

و الطیبات للطیبین والطیبون للطیبات

(۵)

تاریخ خاص علیحدہ برائے اہلخانہ آنحضرت کہ مولوی عبدالقادر
گفتہ بودند این است

حضرت صاحبۂ قطب زمان | آنکہ نام از صفتِ عصمت یافت
چند دم پیشتر از غوث جہاں | لیلةً واحدةً رحلت یافت
اتحاد ازلی داعی بود | در مکان ہجر زمان وحدت یافت

سال اگر می طلبی باید گفت، پہلو قطب زماں جنت یافت

حضرت شیخ نے نبیرۂ شیخ الاسلام کی بسم اللہ کرائی | از مکاشفات

آنحضرت این است کہ چون ہفتہ عشرہ از روز انتقال آنحضرت باقی بود
ازین فقیر کہ در حضور اقدس مشرف بود جناب مستطاب فرمودند کہ مکتب برخوردار
کامگار علی مظہر مُدعمرہ وزاد قدرہ کہ بتاریخ نوزدہم شہر ذی الحجہ مقرر است
از زبان مولوی معنوی، علامۃ العصر، وحید الدہر، عارف کامل، شاہ ابو
محمد عبد القادر الباسطی القلندر کردہ آید،

فقیر عرض کرد کہ یا حضرت پیر مرشد از زبان مبارک کدام زبان فاضل
تر است، مکتب برخوردار مسطور از زبان مبارک غایت اولی و احسن است
و مکتب کنانیدن بر مولوی معنوی چہ موقوف است،

در جواب ارشاد شد کہ مکتب برخوردار مسطور از زبان مولوی معنوی
موصوف باید کرد،

فقیر خاموش ماند، اما از ارشاد مبارک کہ خلاف معمول شدہ خیلے
متعجب بود، چوں این حادثۂ صعب و واقعۂ تعب بوقوع آمدہ معلوم شد
کہ مکتب برخوردار سید علی مظہر طوّل عمرہٗ را بزبان مولوی معنوی موقوف
نمودن ہمیں سر بود،

باید دانست کہ جذب وکشش جناب مستطاب سلام اللہ علیہ و علیٰ من

معہ ولد یہ تشریف آوردن مولوی موصوف باین مکان چہ قدر شد کہ از تکئیہ سوگھر پور کہ مکان مولوی موصوف است واز آستانۂ مبارک سہ منزل فاصلہ دارد بعد از ہشت پاس از وقت انتقال آنحضرت مولوی معنوی مذکور داخل آستانۂ مبارک گردیدند و آداب تکتب برخوردار مذکور کہ از حضور پر نور امر شدہ بود بجاے آوردند و نیز آداب زیارت مرقد مبارک با جماعت فرزندان و مریدان خود بتقدیم رسانیدند۔

واصل الی الحق | قطعہ تاریخ سال بنای روضۂ حضرت ایشان (حضرت واصل الحق شاہ سید محمد واصل) کہ در آخر ماہ ربیع الاول روز جمعہ انتظام یافتہ وسال وصال قطب الوقت حضرت شاہ عطا علی قلندر قدس سرہ کہ بتاریخ بست و پنجم شہر ذی الحجہ روز یکشنبہ بوقت برآمدن یک پاس روز وقوع یافتہ بود، مولوی معنوی شاہ عبد القادر قلندر باسطی سلمہ اللہ تعالی کہ مرید و خلیفۂ رشید حضرت پیرو مرشد اند نوشتہ فرستادند، بتحریر می آید، وفصل درمیان تکمیل روضہ و وفات قطب الوقت مرحوم نہ ماہ است پنج روز کم، وبنای روضہ بتاریخ بست و یکم ماہ رمضان المبارک سنہ یک ہزار و یک صد و ہشتاد و شش ہجری است، وقطعہ تاریخ این است،

سالیکہ انتظام عمارت فرارسید	مقصورۂ شہنشہ واصل بکاملی
از دار غم برفت و در اکناف غم بخفت	سید عطا علی بصلاح وصفا دلی،

سال کمال روضہ اگر بایدت بگو رشک جنان حریم سما شاہ واصلی
سال وصال سیدؔ اگر شایدت شنو فردوس عزیافت زسید عطا علی

فصول عطائیہ | فصول عطائیہ کا مسودّہ وخطبہ بھی حضرت شیخ الاسلام کے حکم سے حضرت شیخ ہی نے لکھا تھا، مگر اب کتاب وخطبۃ الکتاب دونوں نایاب ہیں، حضرت قطب الوقت لکھتے ہیں:

مدت عمر ایشان (حضرت سید شاہ عطا علی قلندرؓ) سی ونہ [۳۹] سال و دہ روز است وقطعہ تاریخ خاص درخطبہ فصول عطائیہ کہ از تصنیف ایشان دربیان شجرات سلاسل سبعہ است مولوی معنوی شاہ ابو محمد عبد القادر باسطی نوشتہ اند دریں جانیز مرقوم می شود این است:

ذبیح قربت و قربان امر قطب الوقت عطا علی کہ از ورشک داشت معدن وبحر
چو رفت سال ومہ و روز ووقت بابد گفت پگاہ روز احد بست و پنجم از مہ نحر

شان عربیّت | یہ سب تو عجمیت کے نظارے تھے، اب عربیت کے پرتو بھی دیکھیے، بارقہ در راہ وصاعقہ در بازار، سنا برقہ یخطف الابصار

وحدت وجود بزرگان صوفیہ کا ایک معرکۃ الآراء مسألہ ہے، اس سے بحث نہیں کہ یونان سے آیا، آیا کہیں سے ہو، لیکن اس میں شک نہیں کہ یہاں آکے ایمان لایا،

اس مسألہ کی حقیقت کیا ہے؟ ایمۂ اسلام وعلماے اعلام وصوفیۂ کرام

اس باب میں کچھ اختلافات رکھتے ہیں، حضرت شیخ نے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو اس باب میں ایک خط لکھا تھا، پہلے اس خط سے حضرت شیخ کی شان عربیت کا اندازہ کیجیے کہ جون پور کی زبان حرمین کے اسلوب بیان سے کس قدر رنگین ہے، اُدھر لعل شب چراغ ادھر گوہر بے بہا، واُتوا بہ متشابہا

خطبات باہرات خود بھی عربیت بالغہ کے بہترین نمونے ہیں، لیکن یہاں اُس عربیت کا نمونہ دربیش ہے جس میں علمیت اپنی شکل مجاز میں حقیقت اندیش ہے۔
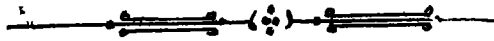
شیخ کا خط

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے نام

من الفقیر الفاقر محمد عبد القادر الی المتقی التقی ولی اللہ العلی

یا من لعل به سبیلا یبلغه — دار الخلافة بلغ حین تاتیها
منی السلام الذی ما زال مبتغیا — من المشوق الی نفس یوالیها
الی مقیم بها قد زادها شرفا — و رفعة حین یدعی من اهالیها
ذاک الرضی الولی العالم العلم — المحی المکارم بادیها و خافیها
تشتاقه اذنی و العین فاقدة — لطول آثاره او کتب داعیها
علی یبلغنک الاشواق مقترنا — بهمة منک تاتینی دواعیها

من العبد الدنوز الغیر المعلوم و المذکور، الفقیر الفاقر محمد عبد القادر، بعض من خمر من تربة مجی نفور ماؤها، و عمر سبعا و عشرین حجة بمائها و هوائها، الی ذلک الامام الهمام، الحبر العلام، المتقی التقی، ولی اللہ العلی، طول اللہ سبحانہ تعالی بقاءہ، و عجل لی لقاءہ،

اما بعد الهدیة الزکیة، السلام و التحیة،

والآداب المرضية، فان التوادّ بين الآحاد، والتعارف
بين الافراد، لا ينبغي ان ينحصر في المشاهدة بالاعين، او ان
تقتصر على المكالمة بالالسن، كيف وقد حشا الاحشاء وضمن
في ما بين الاعضاء، ما قد قرع الاسماع منكم من المكارم
والمحاسن، وبلغ الاذان من محامدكم الظاهر والباطن، حتى
احب ان يكون مني قبل ان انال بركة الملاقاة، وافوز بسعادة
الموافاة، شئ من المكاتبة والمراسلة، التي قد تُعَدّ نوعًا من
المواصلة، ولعل ذلك قد يكون سببًا للانجذاب، والله سبحانه
مُسبّب الاسباب، ثم انه مع كثرة ما يشوقني، والى من
اهاجر اليكم يسوقني، انما يعوق عن ذلك ما يذوق المرء من
تطاول المنازل، وتباعد المراحل، والعلي اذا شاء الله سبحانه
وهيّأ الاسباب، اركب غارب مطيّة الاغتراب، واطلب
بركة الوصال والصحاب، واقتصر الان على هذا القدر
واتبعه بسوال لا يزال يخالج الصدر فاقول:

تحقيق وحدت وجود | انّ التوحيد المتعلق بوجود الوجوب
بمعنى ان الوجوب بالذات مختصّ بذاتٍ واحدٍ لا يمكن ان يكون
محمولًا على اثنين، وان يكون الحقيقة والواجبيّة مشتركة

بین فردین، و المتعلق بالفعل و التاثّر بمعنی انه المؤثّر فی الوجود الا عمّ من ان یکون بغیر واسطۃٍ او بہا، فان ذلک لیس من تجویل المؤثّر فی شئ، بل بمعنی انه لا مؤثّر فی الوجود الا ھو فیتعلق بکل ارادته و قدرته، علی موجب علمه و حکمته بیدہٖ ازمّۃ الاشیاء، و لا یجری فی ملکه الا مایشاء، و انما غیرہ مما له مدخلٌ فی وجود الشئ مما ینضم فی سلک القوابل و الشرائط من غیر ان یفیض منه وجودٌ و یصدر منه فعلٌ،

و کذا المتعلق بالذات بمعنی ان ذوات الممکنات بحذافیرھا، و ذرات المجعولات بنقیرھا و قطمیرھا، ھالکۃٌ فی شئ جوھرھا، باطلۃٌ فی حد انفسہا، فلو لا فیض الواجب سبحانه لم یکن ھناک ذاتٌ و لم تعقل ماھیۃٌ، و انما تقوّمہا و تصدّرھا و صلوحہا للحکم علیہا و بہا بالنظر الی تلک الذات الواجبۃ المنبثّ فیضہا، الممتدّ ظلّہا، الم تر الی ربّک کیف مدّ الظلّ و لو شاء لجعله ساکنًا، کل ذلک امرٌ معقولٌ، مصدّقٌ به و مقبولٌ،

مذہب صوفیہ | و اما مایزمزم به العارفون، و یترنّم

به المكاشفون، فهل للعقل اليه سبيل، اويمكن ان يدل عليه دليل، وهل قول من قال ان الله تعالى هو الموجود المطلق وانه اظهر الاشياء وهو عينها؛ مفهوم معقول، اوانّه طور وراء طور العقل،

عقل کی مخالفت بے عقلی ہے | ثم ماذا معنى قول من يزعم انه طور وراء طور العقل،

او ليس للعقل احكام صادقة وقضايا حقّة لا يمكن ان تتبدّل ولا تتحوّل، ولا ان تتزلزل؟

فلو لم تكن للعقل احكام مضبوطة غير ممكنة التبدّل ولا جائزة التزلزل، لما قامت السمٰوات والارضون، ولقد رجع هذا القول الى مثل ما يقول العمى الصم من السوفطائية اللّادون،

فالمطلوب منك ايها الباقى من آثار السلف، والمرجو من لدنك ايها الراقى كل شرف، ان توطن نفسى، وتسكن قلبى، عما هما فيه من هذه المسئلة من القلق البالغ، والخفق النابغ بالخبر المنقّح فى ذلك، المحقّق لدى بالك، فلعلى انتفع وقلبى ينتقع ويجتمع، ولعلك تؤجر وتجزى، وعند الله الآخرة والاولى، ثم انه ان اكرمتنى بكتابك، وبلغتنى الاذن فى

جنابك، فلعلّي اجرأ علے ارسال العرائض، والاستفادة من عندك مايفيض الفائض، ابقيتَ طويلاً واوتيتَ جزيلاً، والسلام۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا جواب

اهلاً لملفوفةٍ اضحت معالمها تهدى الى سنّى من نور بانيها،
حبٌّ له، همّةٌ علويّةٌ فضّتْ كلّ المقاصد دانيها وقاصيها
فلا يغادر علماً غير مكتسب ولا فضائل الا وهو حاويها
مِن جو نفوره اذا هبّتْ رياح رضًى منها تعطّرتِ الدنيا وما فيها

من الفقير الى رحمة الله الكريم، احمد المدعو بولی الله ابن عبد الرحيم، الى جامع الفضائل، كريم الشمائل، مولانا عبد القادر، لا زال ملحوظاً به فى الباطن والظاهر،

امابعد فقد وصل اليّ مكتوبكم الشريف، الدال على مخبركم المنيف، يعرض على مسئلة تحارت فى بواديها الافكار، وتقاعست دونها الانظار، وكيف لى بجوابها فى ورقةٍ، او حملها فى كلمةٍ، لكنى اذكر نكتة فى كلمكم فى تقرير المعنى الثالث للتوحيد:

شیخ سے استفسار | وان ذوات الممكنات بحذافيرها،

و ذرات المجعولات بتقدیرها وتطهیرها، هالکۃ فی شبح جواهرها، باطلۃ فی حد انفسہا، فلولا فیض الواجب لم تکن هناك ذات و لم تعقل ماهیۃ۔ وانما تقررها وتصددها وصلوحها للحکم علیها وبها بالنظر الی تلك الذات المنبث فیضها، الممتد ظلها" انتہی، هو بعینہ معنی وحدۃ الوجود، عند المحققین من اهل المعرفۃ والشهود، غیر ان الناس لهم السنۃ شتی بعضها من قبیل التجوز والمسامحۃ. وبعضها من قبیل التحقیق والمفاتحۃ،

عباراتنا شتی وحسنك واحد ۔۔۔ وکل الی ذاك الجمال یشیر

فیض اقدس اور فیض مقدس | فهذا الفیض الوحدانی بالذات المتکثر باعتبار القوابل، یسمی بالفیض الاقدس من جهۃ صدور الماهیات، وبالفیض المقدس من جهۃ صدور العقلیات، ولوازم الوجود الخارجی،

وجود مطلق | اما قولهم هو الوجود المطلق، فلا یعنون بالمطلق الامر المنتزع عن الافراد، کما یقرره المتکلم فی الکلیات، ولا الموجود فی ضمن الافراد، ولا باستقلاله کما زعمه الحکیم، ولکن امر اهو متحقق فی نفسه، متعین بذاته،

استوت نسبة الی الممکنات بأسرها،

عقل کے معنے | والعقل معقول علی معنیین: احدهما النفس الناطقة وکل معرفة فانما هی قائمة بالنفس حاصلة لها، وثانیهما قواعد اسسها قوم اشتغلوا بالعلوم العقلیة، ورب دقیقة فاقت تلك القواعد،

وبعد فان الحالة الراسیة لاکثر من هذا، وعسی ان یکون بعد ذلك عود، والمرجو من مکارم اخلاقکم ان لا تنسونا من صالح دعواتکم، ولا من لطیف مکاتباتکم، فالمکاتبة نوع من الاستصحاب، والعبرة بمناسبة الارواح لا بمقارنة التراب، احسن الله تعالی الیکم، وافاض نعمته علیکم، والسلام،

تبصرہ | ان مفاوضات کے اثبات سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا مقصود نہیں ہے، حضرت شاہ ولی اللہ کے فضل سے ایک دنیا آگاہ ہے، حضرت شیخ کے جو مناقب انھوں نے بیان کیے ہیں اُن پر سخن سازی کا احتمال نہیں ہو سکتا، فرماتے ہیں۔

اهلاً لملفوفة اضحت معالمها تهدی الی سنی من نوربانیها

(مرحبا ہو اُس ملفوف خط کو جس کے آثار و مآثر اپنے راقم کے انوار کے

جلوے میرے پاس ہدیہ میں لائے ہیں)

حِبرٌ لہٗ ہِمّۃٌ علویّۃٌ فضّت　　　　کلّ المقاصد دانیہا وقاصیہا

(وہ ایسے علامہ ہیں جن کی ہمّت بلند نے نزدیک و دور کے تمام مقاصد پورے کرلیے ہیں)

فَلا یُغَادِرُ علماً غیرَ مُکتسبٍ　　　　ولا فضائل الا و ھو حاویہا

(اُنھوں نے کوئی علم بدون حاصل کیے نہیں چھوڑا، اور کوئی ایسی فضیلت نہیں جس پر وہ حاوی نہ ہوں)

من جو نفوا راذا ھبّت ریاحُ رضیً　　　　منہا تعطّرتِ الدنیا وما فیہا

(جون پور سے جب ہوائے دل پسند چلتی ہے تو اُس سے تمام دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب کے مشام معطّر ہو جاتے ہیں)

یہ حجۃ اللہ البالغہ کی شہادت ہے جس پر نہ زمین کو مجال جرح نہ آسمان کو حوصلۂ تعدیل،

ہندیت | پہلے شعر کے پہلے مصرعہ میں "ملفوفہ" نے حریرِ عربیّت میں تن زیب ہندیّت کا نہایت دل کشا پیوند لگایا ہے، عرب بجائے "ملفوفہ" کے "مُلَفَّفۃ" کہتے تھے، کلام جاہلیت میں ہے:

اَوِ الشیُٔ الملفّفُ فی البجادِ

تیسرا شعر "فلا یغادر علماً غیر ملتسبٍ" بھی عجمیّت سے اکتساب رکھتا ہے،

قدیم عربیت نے کسب و اکتساب میں فرق رکھا تھا، خیر کے لیے "کسب" کا اطلاق تھا، اور شر کے لیے "اکتساب" کا، تلک امۃ قد خلت لھا ما کسبت، وعلیھا ما اکتسبت۔

مولف نفحۃ الیمن کا مسامحہ | حضرت شیخ کے اشعار جو خط کے شروع میں ہیں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اکرمہ اللہ نے وہی اشعار شیخ احمد شروانی صاحب نفحۃ الیمن و العجب العجاب کو اپنے خط میں لکھے تھے، مولوی عبدالقادر رامپوری اپنی کتاب "روزنامچہ" میں کہ ۱۸۳۲ء میں اس کی تکمیل ہوی ہے اور اس عہد انقلاب کی مصدق و موثق تاریخ کی حیثیت رکھتی ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ میں بصیرت اتنی بڑھی تھی کہ بصارت جاتی رہی تھی، خطوط کے جواب لکھاتے اور املا کراتے، ضعیفی کا زمانہ تھا، جو یاد آتا لکھا دیتے، نہ توارد کا خیال نہ سرقہ کی مجال، شیخ شروانی کتاب میں اس خط کو نقل کرتے ہوئے سمجھے کہ یہ ابیات محدث دہلوی کی ہیں، یہ نہ جانا کہ یہ آیات اس قادر کی قدرت کا نمونہ ہیں جو محدث دہلوی کا محدث معنوی تھا۔

محدث دہلوی کی معذرت | شیخ سے حضرت شاہ ولی اللہ طاب ثراہ عذر کرتے ہیں کہ:

"وحدت وجود کے متعلق جو کچھ قلم بند ہوا ہے حالات اس سے بہت زیادہ ہیں، شاید اس خط کے بعد اس مسئلہ کی

جانب رجوع کرنے کا پھر موقع ملے"

دہلی کی درخواست جون پور سے اِسی خط میں درخواست گذار ہیں کہ:

"آپ کے مکارمِ اخلاق سے امید ہے کہ اپنی پاک دعاؤں سے ہمیں فراموش نہ فرمائینگے اور اپنی لطیف مراسلت سے ہمیں بھول نہ جائینگے، مُراسلت بھی ایک طرح کی مُرافقت و مُصاحبت ہے، اعتبار مناسبت ارواح کا ہے، مُقاربتِ تُراب محلِّ عبرت نہیں"

مطلب یہ ہے کہ میری اور آپ کی روحیں آپس میں مناسبت رکھتی ہیں، اِس حالت میں اگر ہمارے زاد بوم اور آب وگِل مختلف ہیں تو کیا مضائقہ؟

پھر شیخ کو دعا دیتے ہیں کہ:

دُعا اور مُدّعا " اللہ تعالی ہر طرح سے آپ کے ساتھ احسان کرتا رہے، اپنی نعمت کا سیلاب آپ کی جناب میں جاری رکھے اور آپ سلامت رہیں"

شیخ کی تمنّا اِسی کے ساتھ خود حضرت شیخ کی بھی تمنّا تھی کہ:

" توفیق رفیق ہو تو حضرت محدث دہلوی سے

شرفِ نیاز حاصل کریں"

وفات | حضرت شیخ نے ۱۷ رمضان المبارک ۱۲۰۳ھ کو تقربِ الی اللہ کی تکمیل فرمائی اور رفیقِ اعلیٰ سے جاملے،

قصد المنون له فمات فقیدا — ومضی علی صرف الخطوب حمیدا

موت نے ایسے شخص کا قصد کیا جن کے مرنے کے بعد کوئی انکا جانشین نکلا — گردشِ روزگار میں چل بسے مگر اُن کے فضائل حمیدہ باقی ہیں

مولی المعالی الشیخ عبد القادر — قد کان فی کلّ العلوم فریدا

فضیلت و عُلوِّ مرتبت کے سردار شیخ عبد القادر — کہ تمام علوم میں یگانۂ زمانہ تھے

لم نرزه لمّا رُزینا واحدهٗ — وان استقلّ به المنون وحیدا

اُن کی موت تنہا انھیں کی موت نہ تھی — اگرچہ آئی اُنھیں کو تھی

لکن رُزِینا القاسم بن محمّد — فی فضله والاسود بن یزیدا

یہ اُنھیں کی موت نہ تھی، یہ فقیہ اسلام قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضؓ کے فضل و علم کی موت تھی، اسود بن یزید جیسے عالم کی موت تھی

وابن المبارك فی الرقائق مَعمراً — وابن المسیّب فی الحدیث سعیدا

یہ پُرتاثیر مواعظ میں ابن مبارک کی — اور حدیث نبوی میں سعید بن مُسیّب کی موت تھی

والاخفشین فصاحةً وبلاغةً — والاعشیین روایةً ونشیدا

یہ فصاحت و بلاغت میں اخفش اکبر و اخفش اصغر کی — اور روایت اور سخن سنجی میں اعشیٰ ہمدان و اعشیٰ ابی لیلیٰ کی موت تھی

سُوُدُ المقابر اصبحت بِبُضابه — وغدت له بیض الضمائر سُوادا

تاریک قبر اُن سے روشن ہوگئی — اور روشن دل اُن کی وفات سے تاریک ہوگئے

سلسلۂ خلافت

حضرت شیخ کی محراب افادہ اُن کے صاحب سجادہ (مولانا حافظ شاہ فخرالدین احمد عمادی) سے روشن ہوئی جن کے سلسلہ کے حلقۂ زرّیں اس وقت شیخ عبدالغفور ابن مولوی شاہ محمد عباس بن مولوی شاہ نجم الدین بن حضرت شاہ فخرالدین رحمہ اللہ ہیں، شیخ عبدالغفور صاحب کے ذہین و ذکی فرزند (آصف) زیر تعلیم ہیں، عمرہ اللہ تعالیٰ۔

مولوی شاہ عباداللہ اور اُن کے بھائی داروغہ محمد محسن کی عزت و عظمت سے آستانۂ شریفہ کی جلالت برقرار رہی، اب اُن کی یادگار سیدۂ طیبہ ہیں جو شاہ عبدالعلی صاحب سے کدخدا ہوئیں، اُن کے فرزند شاہ مقصود علی صاحب کو اللہ تعالیٰ کامیاب و کامران فرمائے۔

محترمہ کے بھتیجے شاہ محمد صدّیق اشرف صاحب مرد صالح ونیکخو و پاکباز ہیں، اللہ ان کی اولاد میں بزرگوں کی شان پیدا کرے۔

حضرت شیخ کے دوسرے خلیفۂ اکبر و مجاز اعظم و ماذون اجلّ حضرت شاہ حیدر بخش عمادی تھے جن کو شیخ الاسلام حضرت امیر سیّد شاہ باسط علی قلندر رضی اللہ عنہ سے بیعت اور قطب الوقت حضرت امیر سیّد شاہ مسعود علی قلندر رضی اللہ عنہ سے اجازت خلافت حاصل تھی، نام بطریق عرب صرف حیدر تھا مگر حیدر بخش مشہور تھے، علم ظاہر و عرفان باطن سب کی تکمیل حضرت شیخ نے کرائی اور اپنی زندگی ہی میں خلیفۃ اللّٰہی کی نعمت سے سرفراز فرماکر آستانۂ آل عماد (امر توراہیں طالبان حق کی ارشاد کے لیے مقرر فرمایا، حضرت شاہ حسین بخش صاحب نے کہ فرزند رشید تھے تلقین نقوی سے سلسلہ کو ترقی دی، اور حضرت قطب الوقت سے نعمت حاصل کی، نام حسین ہی تھا لیکن گرد وپیش کی عجمیّت حسین بخش کہتی تھی، اُن کے چھوٹے بھائی شاہ حامد علی کا اصل نام علی تھا، اس وقت اُن کی تیسری پشت میں صرف سیّدۂ مکیّہ اور چوتھی پشت میں سیّدہ مشہدیّہ ہیں، سلّمہا اللہ تعالیٰ۔

حضرت شاہ حسین بخش کے اخلاف ثلاثہ نہایت نامور گزرے۔

(۱) شیخ الحاج شاہ ظہر حسین جن کو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا

مظہر سمجھا جاتا تھا، ۱۳۱۱ھ میں واصل بحق ہوئے۔

(۲) شیخ ماجد حسین کہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مجد سے نسبت رکھتے تھے۔

(۳) شیخ مہدی حسین کہ بڑے مرد شجاع اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی بارگاہ سے مہدیّت پر فائز تھے، اُن کی دو صاحبزادیاں تھیں۔

(۱ الف) سیّدہ حمیرا جن سے میرے عزیز بھائی سعید الحق عمادی بی۔ اے علیگ کی والدہ سیّدہ آمنہ، سیّدہ حفیظہ کہ سنّ صغر ہی میں انتقال کر گئیں، اور خود میری والدۂ ماجدہ سیّدہ حبیبہ عالمِ وجود میں آئیں۔

(ب) سیّدہ صفورا کہ ریعان عمر ہی میں انتقال کر گئیں

اِن تینوں بھائیوں کا نام حسین تھا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے خصائص مُمیّزہ کے لحاظ سے نام زد تھے، تینوں بھائی حضرت امیر سید شاہ علی مظہر قلندر بن قطب الوقت کے دست گرفتہ تھے۔

اور دو صاحبزادیاں تھیں۔

(۱) سیّدہ منیرہ کہ ہمہ وقت ذاکر و شاغل رہتیں۔

(۲) سیّدہ حمزہ، جن کے دو صاحبزادے شیخ محمد عبد الرحیم صاحب و شیخ محمد عبد الحلیم صاحب تھے، شیخ محمد عبد الرحیم صاحب کے چار صاحبزادے ہیں، شیخ اطہر حسین صاحب وطبیب کہنہ شیخ صفدر حسین صاحب و شیخ حیدر حسین صاحب و شیخ محمد مظفر حسین صاحب سلّمہم اللہ تعالیٰ، شیخ

اطہر حسین صاحب کی اولاد امجاد کا تذکرہ آگے آتا ہے، شیخ صفدر حسین صاحب کی دو صاحبزادیاں ہیں، سیدہ حکیمۃ النساء و سیدہ حشمۃ النساء، شیخ حیدر حسین صاحب کے چار صاحبزادے ہیں، شیخ محمد منظور، شیخ زین العباد، شیخ محمد عباس، شیخ محمد مہدی، سلمہم اللہ تعالیٰ۔

سیدہ حمزہ کی صاحبزادی میری دادی سیدہ کبریٰ تھیں کہ عفت و طہارت و افاضۂ حسنات و افادۂ برکات و مداوای عوام و اغاثۂ انام میں آج تک اُن کی یاد پاک ضرب المثل ہے۔

شیخ الاکابر، شمع جمع عماد حضرت شیخ محمد افضل عمادی رضی اللہ عنہ کہ افضل علماء و اکبر عرفاء تھے، حضرت شیخ عماد کے تقویٰ، حضرت شیخ عبدالقادرؓ کے علم، اور اپنے جدّ الاجداد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صدق و صفا کے حقیقی وارث تھے، اپنے سلسلہ کی نعمتیں پہلے اپنے جدّ امجد سے اور پھر حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم رشیدی سے حاصل کیں، ۱۱۳۳ھ میں اپنے آبائے صالحین کے ساتھ محسور ہوئے سلسلہ چشتیہ کی نعمتیں حضرت شاہ قطب علی سے حاصل کی تھیں

حضرت شیخ محمد عبدالحق عمادی آپ کے خلف اکبر بارگاہ شیخ سے بخطاب "قلندر صاحب" مخاطب ہیں، نہایت درجہ ذاکر، خوش اوقات، شاغل، فیّاض، مہمان نواز، حاجت روائے خلق، مرجع انام و مقصد خاص و عام ہیں،

فرزندان کرام: (۱) شاہ فرید الحق عمادی کہ تقوے و طہارت و ذکر و شغل و تلاوت ہی میں شب و روز سرگرم رہتے، اُن کی یادگار شاہ محمد مسلم عمادی اور میری بیوی ہیں۔

(۲) شاہ نذیر الحق عمادی کہ درسگاہ جون پور میں سب سے اوّل اور سب پر افضل تھے۔

(۳) شاہ وحید الحق عمادی، بہت ہی خوشرو، نیکبخت اور ہونہار تھے۔

(۴) ایک صاحبزادی بھی پیدا ہوی تھیں، سیدہ ساجدہ کہ مسجود مطلق نے جلد ہی اُن کو طلب فرمالیا۔

(۵) شاہ عماد کہ حضرت شیخ عماد رضی اللہ کا نور اُن کی پیشانی سے تاباں تھا۔

(۶) شاہ طیّب کہ حضرت قاضی طیّب رضی اللہ عنہ کے نمونہ بننے والے تھے۔

یہ پانچوں صاحبزادے اور وہ صاحبزادی اس وقت جناب الٰہی میں ہیں، رحم اللہ علیہم اجمعین۔

(۷) مولوی شاہ سعید الحق عمادی بی۔اے علیگ، ادب و شعر میں فرد، میدان سخن کے شیر مرد، کہ از علم تسخیر آفاق کرد، بارک اللہ فی علمہ و عمرہ۔

(۸) شاہ محمد قطب عمادی کہ اس وقت زیر تعلیم ہیں، علّمہ اللہ مالم یعلم۔

(۹) شاہ محمد داؤد عمادی کہ بڑے ذہین و ذکی و صاحب ورزش و

ریاضت ہیں۔

(۱۰) شاہ عبد القادر۔

(۱۱) شاہ خیرالدین، یہ دونوں صاحبزادے ہنوز عالم طفولیت میں ہیں، انبتہم اللہ نباتاً حسناً۔

عبداللہ العمادی، مفسر، محدث، فقیہ، اصولی، لغوی، ادیب، فلسفی، متکلم، میرے والد ہیں، رضی اللہ عنہ۔

عثمان عمادی، یہ اس خاکسار کا نام ہے جس نے مسلم یونی ورسٹی علی گڈہ سے بی۔ ایس۔ سی کی ڈگری حاصل کی اور اپنی خاندانی نعمت اپنے بزرگوں سے پائی، وفقنی اللہ لما یحب و یرضی۔

سیدہ مریم صدیقہ، یہ میری چھوٹی بہن ہیں، سرافراز خلعت اصطفا نمونۂ صدق وصفا، ہمہ بروجہ کمال است کما لا یخفی، اعزہا اللہ فی الدنیا والآخرہ۔

محمد سلیمان عمادی، یہ میرے چھوٹے بھائی تھے، جمال صورت ومعنی کے نمونہ، جدامجد کے نہایت محبوب، جعلہ اللہ لنا فرطاً وذخراً وشافعاً مشفعاً۔

عبدالرحمن عمادی، یہ میرے چھوٹے چچا تھے، عالم وعارف، وارث مجد تالد وفضل طارف، علی گڈھ کالج میں زیر تعلیم تھے، ۱۳۲۶ھ میں انتقال

کر گئے مولانا آسی مولوی عبد العلی مدراسی علیہ الرحمہ نے تاریخ وفات نظم فرمائی تھی، مادۂ تاریخ "مغفور" تھا۔

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ، یہ میرے جدِ امجد کی بڑی صاحبزادی تھیں جن کے بڑے فرزند شیخ محمد اسحاق صاحب ہیں کہ شیخ محمد حسن رضی اُن کے بیٹے ہیں، اور چھوٹے صاحبزادے مولوی محمد ابراہیم صاحب دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے تعلیم یافتہ، لکھنؤ یونیورسٹی کے فاضل ادب، اور "خلافت"، بمبئی کے رکن رکین ہیں، سیدہ صالحہ صاحبزادی تھیں۔ جن سے میری بیوی پیدا ہوئیں، چھوٹی صاحبزادی سیدہ سکینہ ہیں، خدا خوش و خورم رکھے۔

سیدہ فاطمۂ زہرا کہ بد و طفلی ہی میں دنیا سے آخرت کو سدھاریں۔

سیدہ عائشۂ صدیقہ، یہ میرے جدِ امجد کی چھوٹی صاحبزادی ہیں، بہت ہی بزرگ منش، اپنے خاندانی فضل و شرف سے تمام تر مشرف، ان کے ہونہار صاحبزادے سید ابو محمد محمود خلف الصدق سید مرتضیٰ حسین مرحوم اپنی نوعمری ہی میں محمود فی الفضائل و ممدوح بین الاقران والاماثل مشہور ہو چکے تھے، رحمۃ اللہ و رضوانہ علیہ، ایک صاحبزادی بھی تھیں، سیدہ عابدہ کہ چند مہینے کے بعد اپنے معبود کے پاس چلی گئیں۔ اللہ شافع مشفع بنائے۔

حضرت حاجی شاہ مظہر حسین عمادی کے دوسرے فرزند حضرت حاجی شاہ مولوی محمد آسی عمادی بڑے بزرگ، بڑے متقی، بڑے قابل، اور اپنے تمام خاندانی روایات مقدسہ کے حامل تھے، ماموے بزرگوار مولوی شاہ محمد طٰہٰ صاحب عمادی اُن کے فرزند اکبر ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کے اخلاف طاہرین شاہ محمد یوسف عمادی و شاہ محمد یعقوب عمادی و شاہ محمد اقبال عمادی و سیدہ صدیقہ و سیدہ خدیجہ کو اپنے بزرگوں کی کرامت سے معظم و مکرم فرمائے۔

دوسرے صاحبزادہ شاہ محمد حسین عمادی، جوان وجوان بخت وروشن ضمیر ہمت جوان وبتدبیر پیر، مسلم یونیورسٹی علی گڈھ میں تعلیم حاصل کی اور اب شعبۂ ریلوے میں برسرِ خدمت ہیں، اللہ اُن کو اُن کے بزرگوں کی عظمت سے سرافراز رکھے۔

حضرت حاجی شیخ محمد آیس صاحب عمادی کی بڑی صاحبزادی سیدۃ المصطفٰے میرے برادران عزیز محمد قطب عمادی و محمد داؤد عمادی کی والدہ ماجدہ تھیں، رحمہما اللہ تعالیٰ چھوٹی صاحبزادی سیدہ ماجدہ، سید ابو محمد محمود مرحوم ومغفور سے منسوب تھیں اور اب تبتّل الی اللہ کی زندگی بسر کر رہی ہیں۔

حضرت حاجی شیخ مظہر حسین کی ایک صاحبزادی بھی تھیں سیدہ بتول کہ ترخ شباب میں گزر گئیں

حضرت شاہ حید بخش رضی اللہ عنہ کے ایک بھائی بھی تھے حضرت شاہ محمد ابراہیم عمادی جن کا سلسلہ حضرت مولوی شاہ محمد عمر عمادی وکیل پر ختم ہو گیا، مولوی صاحب مرحوم نے اپنی تمام وسیع املاک وسیر حاصل جائداد وقف کر دی اور اپنی بیگم صاحبہ کو حق تولیت عطا فرمایا جنھوں نے اپنے نامور بھائی ڈاکٹر سید محمود پی۔ ایچ۔ ڈی، بیرسٹرایٹ لا، سکریٹری انڈین نیشنل کانگرس کو اپنے بعد متولی قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو اُن سے اور اُن کے فرزندوں سے محکم واستوار فرمائے۔

علم وفضل وخطابت میں حضرت مولوی محمد عمر عمادی اپنی نظیر نہ رکھتے تھے قرأت فاتحہ خلف الامام کے متعلق اُن کی کتاب خالص فلسفیانہ انداز تحقیق پر حاوی ہے ۱۳۴۷ھ میں وفات پائی، آپ کی صاحبزادی سیدہ صاحبہ ہیں، سلّمہا اللہ تعالیٰ۔

والسلام علی المرسلین، والحمد للہ رب العالمین

این نامہ کہ خامہ کرد بنیاد　　توقیع قبول روزیش باد

وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ

حضرت شیخ عبدالقادر العمادی رضی اللہ عنہ کے چچا شیخ محمد باقر صاحب کا شعبہ کثیر الاولاد تھا، ان میں شیخ ظفریاب کمال عقل وتدبیر سے متصف اور شیخ ذوالفقار علی منتہای شجاعت کے لیے مشہور تھے، ظفریاب تاریخی نام تھا جن کے فرزند شیخ فتح حسین کو اپنے والد سے تدبّر کی وراثت ملی تھی، ان کے پانچ فرزند تھے، شیخ ببر علی، شیخ عبدالجلیل، شیخ عبدالمجید، شیخ عبدالحمید، شیخ عبدالرشید، شیخ عبدالجلیل صاحب کے فرزند شیخ ظہیر عالم صاحب ہیں اور شیخ عبدالمجید صاحب کے فرزند شیخ غیاث الدین صاحب و شیخ ریاض الدین صاحب ہیں سلمہم اللہ تعالیٰ۔

شیخ ذوالفقار علی صاحب کے شیخ خادم حسین صاحب تھے جن کی بہادری کے افسانے آج تک ضرب المثل ہیں، ان کے فرزند شیخ محمد سلیم صاحب بہت ہی قابل و لائق و شمع بزم تھے، دوسرے بھائی شیخ محمد کلیم صاحب بھی نہایت خوش مذاق و بذلہ سنج ہیں، شیخ محمد سلیم صاحب کے فرزند شیخ عزیز الدین صاحب و شیخ حکیم الدین صاحب و شیخ نیاز احمد صاحب ہیں، شیخ حکیم الدین صاحب کے دو فرزند ہیں جن میں ایک صاحبزادہ کا نام شیخ مقبول احمد صاحب ہے، شیخ محمد کلیم صاحب کے فرزند شیخ ابوالحسن صاحب و شیخ منظور الحسن صاحب و شیخ معروف الحسن صاحب ہیں، شاہ امداد حسین کے فرزند شاہ بدر الدین صاحب ہیں سلمہم اللہ تعالیٰ۔

ایک دوسری شاخ بعید وہ ہے جس میں ایک طرف تو قاضی رعایت حسین و منشی محمد تقی صاحب ہیں اور دوسری جانب محمد قاسم حسین صاحب اور ان کے بھتیجے اصغر حسین صاحب ہیں، قاسم حسین صاحب کے تین بیٹے ہیں، علی احمد صاحب، علی اکبر صاحب، علی برادر صاحب۔ سلامتی سب کے شامل حال رہے۔

صلوات خدائے بے انجام
بر رسول خدائے و آل کرام
خاصه این حزب حق که مشکور اند
بدعاء و سلام مذکور اند
از پئے این جماعۂ تمکیں
یارب این بنده را پذیر و گزیں